قال اللہ تعالیٰ واللّٰہ فضّل بعضکم علیٰ بعضٍ فی الرزق
نحن قسمنا بینهم معیشتهم
فی الحیٰوة الدنیا (الآیات)

اسلام اور اشتراکیت

یعنی

فنا فی اللہ اور فنا فی الحکومت

افادات

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سابق شیخ التفسیر والحدیث

ناشر کتب خانہ قاسمی دیوبند یوپی

نام کتاب ــــــــ اسلام اور اشتراکیت

قیمت ــــــــ ۱/۴۰

کتابت ــــــــ محمد اختر۔ دیوبند ۱۹۷۵ء

مطبوعہ ــــــــ محبوب پرنٹنگ پریس دیوبند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ علی نعمۃ الاسلام والصلوٰۃ والسلام
علی سید الانام وعلیٰ آلہ واصحابہ الغر الکرام
امّا بعد۔ اسلام ایک کامل اور مستقل مذہب ہے جو نہ
یہودی ہے اور نہ نصرانی ہے، نہ دہری ہے اور نہ اشتراکی ہے دین
اور دنیا کی صلاح اور فلاح کی راہیں بتاتا ہے۔ اس زمانہ میں ایک
نیا فتنہ اشتراکیت (سوشلزم) نمودار ہوا ہے جس کا نعرہ شِکم شِکم
پیٹ پیٹ ہے۔ چونکہ اس دنیائے فانی کا خلاصہ پیٹ ہے
اور دنیا کے تمام مسائل اسی پیٹ سے متعلق ہیں اس لئے دنیا کے
بھوکے ننگے اس خوشنما نعرہ کو سن کر اس کے پیچھے ہو لیتے ہیں
اور ان کو معلوم نہیں کہ اس پیٹ (اشتراکیت) میں کیا کیا نجاستیں
اور کیسی کیسی حماقتیں بھری پڑی ہیں۔ اس مذہب میں سب سے بڑا
جُرم خدا اور آخرت کا نام ہے۔

اس بناء پر دل چاہا کہ برادرانِ اسلام کو اس فتنہ سے بچانے کے
لئے ایک مختصر سی تحریر لکھدی جائے جس میں اول نظریۂ اشتراکیت
کی تعریف اور اس کے بنیادی اصول کو ذکر کرکے یہ بتلایا جائے کہ
اس بارے میں اسلام کے کیا احکام ہیں تاکہ طہارت اور نجاست،

نور اور ظلمت، اور گلاب و پیشاب کا فرق واضح ہو جائے اور ذی شعور لوگ اندازہ لگائیں کہ نظریۂ اشتراکیت کس درجہ خلافِ عقل اور خلافِ فطرت ہے۔ اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام اور سوشلزم ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں اور اجتماعِ نقیضین باتفاق عقلاء محال اور ناممکن ہے۔

اشتراکیت کی تعریف

اشتراکیت اُس نظام سیاسی و معاشی کا نام ہے کہ جس کی بنا پر ملک کے کسی فرد کو بھی اپنی حاصل کردہ دولت پر ذاتی ملکیت اور مالکانہ اور خود مختارانہ تصرف کا کوئی حق حاصل نہ ہو حصولِ دولت کے تمام ذرائع اور وسائل خواہ وہ زراعت سے متعلق ہوں یا صنعت و حرفت سے وہ سب حکومت کی مِلک ہوں اور حکومت اپنی صوابدید سے اس کی تقسیم کا انتظام کرے تاکہ ملک سے شخصی اور انفرادی جائداد کا خاتمہ ہو جائے اور آمدنی پر اتنا ٹیکس لگا دیا جائے کہ سرمایہ داری کی بیخ کنی میں معین اور مددگار ہو۔

خلاصۂ کلام

یہ کہ اشتراکیت کی حقیقت درحقیقت فنا فی الحکومت

ہے کہ میں کچھ نہیں ہوں اور میرا مال و منال اور میری خریدکردہ زمین و جائداد اور میرا قائم کردہ کارخانہ سب حکومت کا ہے ۵

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

اسلام یہ کہتا ہے کہ یہ صریح ظلم ہے جس شخص نے جو چیز اپنی محنت اور جد و جہد سے حاصل کی ہے وہ اس کی ذاتی مِلک ہے اور اس کو اُس میں مالکانہ اور خود مختارانہ تصرف کا حق حاصل ہے خرید و فروخت کا طریقہ جو تمام عالم میں رائج ہے وہ ذاتی ملکیت ہی حاصل کرنے کے لئے ہے کہ حسبِ منشا اس میں تصرف کر سکے۔

اسلام کہتا ہے کہ جبراً و قہراً کسی کا حقِ ملکیت سلب کرنا یہ صریح ظلم ہے اور خود بخود اپنی دولت اور سرمایہ سے بحقِ حکومت دستبردار ہو جانا یہ حماقت ہے اور اپنے لئے حکومت کی عبدیت اور عبودیت کا اقرار ہے اور اپنے مملوک سرمایہ سے خدا کی خوشنودی اور آخرت کی بہبودی کے لئے غربار اور فقرار کو صدقہ اور خیرات دینا اور بلا سُود کے ان کو قرض دینا اور اپنی زمین و جائداد کو رفاہِ مسلمین کے لئے وقف کر دینا یہ عبادت ہے۔

اصول اشتراکیت (سوشلزم) — ۱

اشتراکیت کا بنیادی اصول انکارِ خدا اور انکارِ مذہب ہے اشتراکیت کا نظریہ یہ ہے کہ خدا اور دین اور مذہب کوئی شئے نہیں

دین اور مذہب کو اپنے اوپر مسلط کرنا حماقت اور جہالت ہے۔
اشتراکیت ہر مذہب کی دشمن ہے اور سب سے زیادہ دشمن مذہب اسلام کی ہے اور اپنے قلمرو میں دینی تعلیم کو ممنوع قرار دیتی ہے۔ نیز یہ کہتی ہے کہ دین اور مذہب کو ملکی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس قسم کی کمیٹی کا ممبر بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ درخواست کے فارم میں لکھے کہ میں صدق دل سے اشتمالی اور اشتراکی مسلک کو قبول کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ کسی دوسرے مذہب فکر سے کوئی تعلق نہ رکھوں گا۔

یہ اشتراکی ممبری کا ایمان نامہ اور عہدنامہ ہے جس کی پہلی منزل میں اسلام سے دستبرداری اور بیزاری کا اقرار اور اعتراف لازمی ہے چنانچہ اس پچاس سال کے عرصہ میں جو اسلامی علاقے اشتراکیوں کے قبضہ میں آئے جیسے بخارا اور سمرقند وتاشقند وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام علاقوں سے اسلام کا خاتمہ ہوگیا۔

— ۲ —

اشتراکیت خداتعالیٰ کے وجود کی بھی قائل نہیں۔ اشتراکیت یہ کہتی ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ اس عالم کا کوئی خالق (پیدا کرنیوالا) بھی ہے جہالت اور حماقت ہے۔ خدا کا کوئی حقیقی وجود نہیں وجود باری کا اقرار صرف انسان کے وہم اور خیال کی اختراع ہے اس مذہب میں خدا کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ علاوہ ازیں کہ

انکارِ وجودِ خدا عقل اور فطرت کے خلاف ہے جمہوریت کے بھی خلاف ہے کیونکہ عالم کی اکثریت خدا کی ہستی کی قائل ہے۔

— ۳ —

شخصی اور انفرادی ملکیت ایک لغو شئے ہے ملک میں جو کچھ بھی ہے وہ حکومت کی مِلک ہے کوئی شخص انفرادی طور پر کسی چیز کا مالک نہیں ہر چیز کی مالک حقیقی حکومت ہے ملک میں جس قدر وسائل آمدنی ہیں حتی الوسع ان کو شخصی ملکیت سے نکال کر قومی ملکیت میں لے لیا جائے۔ ملک میں جس قدر غلہ پیدا ہو وہ سب حکومت کی مِلک ہے۔ خوب سمجھ لو کہ غلام کے معنی بھی یہی ہیں کہ وہ کسی چیز کا مالک نہ ہو۔

— ۴ —

دولت کی مساویانہ تقسیم یعنی حکومت کے جس قدر وسائل آمدنی ہیں وہ سب پر برابر تقسیم کیے جائیں۔ خوب سمجھ لو کہ طویلہ اور اصطبل کی بھی یہی حقیقت ہے کہ سب جانوروں کے سامنے برابر گھاس ڈال دیا جائے۔ فرقِ مراتب کا مسئلہ انسانوں میں چلتا ہے نہ کہ حیوانوں میں۔

— ۵ —

ملک کی تمام عورتیں تمام مردوں کے لئے حلال ہیں عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جس کو چاہے ہبہ کر دے اور عورت

آزاد ہے جس مرد سے چاہے تعلق قائم کرے۔ اول تو نکاح ہی ضروری نہیں اور اگر نکاح کر بھی لیا تو شوہر کو یہ حق نہیں کہ وہ عورت کو اس کے دوستوں کی ملاقات سے منع کر سکے۔

غرض یہ کہ اشتراکی مذہب میں نکاح ضروری نہیں زنا بھی حلال ہے شہوت پرستوں اور آزاد منشوں کو اس سے زیادہ لذیذ مذہب کہاں ملے گا۔

— ۶ —

مرد اور عورت کے تعلق سے جو اولاد پیدا ہو خواہ وہ کسی قسم کی ہو حلالی ہو یا حرامی — حکومت اس کی پرورش کی کفیل اور ذمہ دار ہے اس کے ذمہ اولاد کا کوئی خرچہ نہیں۔

— ۷ —

اشتراکیت کی نظر میں مرنے کے بعد اولاد اور والدین اور بھائی بہنوں کی وراثت کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اشتراکیت میں وراثت ایک لغو شئے ہے۔ از روئے عقل و فطرت اولاد اور والدین اور اقارب کی محبت کے لوازم میں سے ہے کہ مرنے کے بعد اس کا ترکہ حسب قرابت اس کی اولاد اور والدین اور اقارب پر تقسیم کر دیا جائے جس طرح زندگی میں اولاد اور والدین اس کے ساتھ وابستہ ہیں اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کی ساتھ وابستہ ہوں۔

اس سنگدل مذہب (اشتراکیت) نے یہ فتویٰ دیا کہ مرنے کے

بعد اولاد اور والدین، بیوی اور بھائی بہنوں اور اعزاء و اقارب کو وراثت نہ پہونچے گی بلکہ حکومت سارے مال کی وارث ہوگی۔

— ۸ —

اشتراکیت کی نظر میں اخلاق اور فضائل کوئی شئے نہیں جس کی انسان پر پابندی لازم ہو۔ انسان کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے اپنا مقصد حاصل کرلے اس مذہب میں حصولِ مقصد کیلئے جھوٹ اور مکر و فریب اور عذر و حیلہ سب جائز ہے۔

جو امور تمام عقلاء عالم کے نزدیک ناجائز تھے اس مذہب نے ان سب کو جائز اور حلال کردیا اور سب جانتے ہیں کہ جو روش عاقلوں کے خلاف ہو وہی بے عقلی کی دلیل ہے بلکہ عین بے عقلی ہے

— ۹ —

سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کے لئے ان کی آمدنی میں سے بقدر ان کی ضرورت کے چھوڑ دیا جائے باقی منافع حکومت کے خزانے میں داخل کردیا جائے۔

ظلم و ستم کی یہ مہذب قسم پوری دنیا پر مخفی تھی لینن اور اسٹالن کو اس کا الہام ہوا۔

— ۱۰ —

اشتراکیت کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو دین اور مذہب سے آزاد بنایا جائے لوگ محنت مزدوری کریں خدا سے مانگنا

مانگنا چھوڑ دیں۔ مطلب یہ ہے کہ خدا سے اور خدا کے دین سے تو آزاد ہو جائیں اور حکومت کے بندے بن جائیں۔ بجائے خدا کے حکومت کو رکوع اور سجدہ کریں اور حکومت ہی کو اپنا رزاق سمجھیں جو کچھ مانگنا ہو وہ حکومت سے مانگیں خدا سے کچھ نہ مانگیں۔ محکمۂ خوراک میں درخواست دیں اور کم از کم مہینہ دو مہینہ دفتر کے چکر لگائیں پھر کچھ ملے گا۔

اس گروہ کی دلیل یہ ہے کہ ہر انسان اپنی خواہشات اور خیالات میں قطعاً آزاد ہے، جی ہاں یہ دلیل حیوانات کے احوال سے ملتی جلتی ہے کہ وہ بھی کمال آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور کسی قانون اور قاعدہ کے پابند نہیں۔

اشتراکی ممالک میں انسان پر حیوانات سے زیادہ پابندیاں ہیں عیاں راچہ بیاں۔ ڈھنڈورا جمہوریت اور آزادی کا اور قانونی پابندیوں میں قیدی سے زیادہ پا بہ زنجیر۔

خلاصۂ مذہب اشتراکیت

دُنیا کا خلاصہ دو چیزیں ہیں زَن اور زَر یعنی مال اور عورت۔ اشتراکی مذہب میں نہ مال کسی کے لئے مخصوص ہے اور نہ عورت کسی کے لئے مخصوص ہے۔ یہ اس مذہب کا خلاصہ ہے جو آپ نے پڑھ لیا اس مذہب میں سود اور زنا، رقص و سرود اور شراب

سب حلال ہے۔

اشتراکی ممالک میں جاکر دیکھ لو کہ شہوانیت اور نفسانیت کا کیسا طوفان برپا ہے اور جنسی ابتری کی بنا پر لاکھوں بچے لاوارث ہیں اور بکثرت ایسی لڑکیاں موجود ہیں جو ابھی بارہ سال تک نہیں پہونچیں وہ روسی نوجوانوں کی نفسانی خواہشیں پوری کرکے اپنا پیٹ پالتی ہیں اور روسی حکومت نے اس کو پرائیویٹ تجارت قرار دیکر اس پر ٹیکس لگا رکھا ہے جو باضابطہ ان سے وصول کیا جاتا ہے۔

مشترک بچہ

ایک روز کا واقعہ ہے کہ فاوندلنگ ہسپتال میں سولہ سولہ سال کے دو نوجوان لڑکے ایک بچے کو لے کر آئے اور کہنے لگے کہ یہ مولود ہم دونوں کا مشترک بچہ ہے ۔ ناظرین نے دیکھ لیا کہ اشتراکیت ایسی ہوتی ہے۔ عورت بھی مشترک ہے اور بچہ بھی مشترک ہے۔

اے ہوشمندو! ذرا دیکھو تو سہی کہ جو مذہب اخلاقی اصول کا قائل نہ ہو اور بے عزتی اور بے حیائی اور بدکاری کو جائز قرار دیتا ہو۔ اس مذہب میں انسان اور حیوان میں کیا فرق رہا۔ حیوان بھی کسی اخلاق کا پابند نہیں اور نہ اس کو کسی نکاح کی ضرورت ہے جس مادہ سے چاہے جفتی کر لے، کھڑے کھڑے کھا لے اسے کسی

دستر خوان کی ضرورت نہیں کھڑے موتنے اور لید کرے
اُسے کسی پردہ اور بیت الخلاء اور آبدست کی ضرورت نہیں۔
یہ تو اشتراکیت کی اخلاقی حالت کا بیان تھا اب اشتراکیت
کے دوسرے نظریہ یعنی شخصی اور انفرادی ملکیت کی بالکلیہ نفی
پر ایک نظر ڈالئے۔
ذاتی اور شخصی ملکیت کی نفی کا نظریہ ایک ذلت آمیز
نظریہ ہے کہ انسان اپنی خداداد عقل سے اور اپنی قوتِ عمل سے
کوئی مال اور سرمایہ حاصل کرے اور اس کا مالک نہ بنے اور نہ
اس کو اپنی حاصل کردہ دولت میں مالکانہ اور خود مختارانہ تصرف
کا اختیار ہو۔ سو کیا یہ ذلت اور مصیبت نہیں کہ اس نے
نوطرح طرح کی محنت اور مشقت سے اس مال کو حاصل کیا اور
بجائے اس کے حکومت اس کی مالک اور مختار بن گئی۔ اس کا
مطلب تو یہ ہوا کہ ملک کا ہر فرد حکومت کا غلام اور مزدور ہے
بلکہ حکومت کا ایک بیل اور گدھا ہے کہ صبح سے شام تک
باربرداری میں لگا رہا اور شام کو بقدر ضرورت اس کو گھاس
مل گیا مگر مالک کسی چیز کا نہیں ہوتا۔
خلاصۂ کلام - یہ کہ مذہب اشتراکیت میں صرف
ایک شخصی ملکیت تو کفر اور حرام ہے اور اس کے علاوہ وہ
تمام بداعمالیاں جن کو ابتدائے آفرینش عالم سے تمام عقلاء

حرام سمجھتے چلے آئے وہ تمام کی تمام اس مذہب میں جائز اور حلال ہیں۔ یہ مذہب نہ اُلوہیت کا قائل اور نہ نبوت و رسالت کا قائل، اور نہ قیامت اور آخرت کا قائل اور نہ کسی اخلاق کا قائل غرض یہ کہ اشتراکیت بدترین کفر ہے جو تمام بداخلاقیوں اور بداعمالیوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

یہ کفر، اسلام کے ساتھ کسی طرح جمع نہیں ہو سکتا۔ اشتراکیت (کمیونزم) سے بڑھکر دنیا میں کوئی کفر نہیں۔ لہٰذا کسی نادان کا یہ کہنا کہ یہ اسلامی کمیونزم اور اسلامی سوشلزم ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی یہ کہے کہ یہ اسلامی کفر ہے اور یہ اسلامی یہودیت یا اسلامی نصرانیت ہے۔ بالفرض اگر قوم عاد اور قوم لوط آج زندہ ہو جائے اور اشتراکیت کی بداخلاقیوں کا منظر دیکھے تو حیران اور دنگ رہ جائے اور شرما جائے۔

اے مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ جس مذہب میں ربا اور زنا اور لوگوں کے مال و جائداد کا غصب کرنا حلال ہو وہ اعلیٰ ترین کفر بھی ہے اور ظلم بھی ہے۔ اور اسلام سے اس کا کوئی جوڑ نہیں اسلام تو سُود اور قمار اور شراب خواری اور بدکاری اور ظلم و ستم کے مٹانے اور اس کے سنگسار کرنے کے لئے آیا ہے نہ کہ معاذ اللہ ان بیحیائیوں اور ستم رانیوں سے دوستی کرنے کے لئے اشتراکیت کے جو اصول ذکر کئے گئے ان پر ایک نظر ڈالنے سے ہر شخص یہ سمجھ

جائیگا کہ اشتراکیت کوئی معمولی کفر نہیں - ابتداء آفرینش عالم سے اب تک جس قدر کفر دنیا میں نمودار ہوئے ہیں اشتراکیت ان سب کا نچوڑ ہے -

مذہبِ اسلام

مذہب اسلام ایک عجیب اور بے مثال مذہب ہے کہ جو معنوی حسن و جمال اور ظاہری جاہ و جلال میں اپنی مثال نہیں رکھتا یہ مذہب صحیح نظریات (عقائد) اور مکارم اخلاق اور محاسنِ اعمال اور آداب و معاشرات اور معاملات تجارت کے ساتھ حکومت و سلطنت اور آسمانی بادشاہت کا مذہب ہے اور اس کا مستقل دستور اور نظام ہے جو دینی اور دنیوی اور مادی و روحانی اور معاش و معاد کی صلاح و فلاح کا کفیل اور ذمہ دار ہے - دنیا نے دیکھ لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزانہ تعلیم و تربیت نے اونٹ چرانے والوں کو قیصر و کسریٰ کے تخت کا مالک بنا دیا اور آپ نے صحابہ کرام کو حکمرانی اور جہانبانی اور عدل عمرانی کے وہ اصول و قواعد بتلائے کہ جن کی پیروی سے صحابۂ کرام اور شاہان اسلام ترقی اور تمدن اور عظمت و شوکت کے آسمان پر پہونچے اور مشرق و مغرب کی قومیں ان کی باج گزار بنیں اور بارہ سو سال تک امریکہ اور برطانیہ اور روس سے بڑھکر روئے زمین پر مسلمانوں ہی کو اقتدارِ اعلیٰ حاصل ہا

اس کے بعد جب مسلمانوں نے اتباع شریعت سے اعراض و انحراف شروع کیا اور ان اصول کی پابندی سے روگردانی کی کہ جن کی بدولت مسلمانوں کو یہ ترقی اور سربلندی حاصل ہوئی تھی تو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اُس بلندی سے اس پستی میں لا گرایا جو کہ اب تمہارے سامنے ہے اور نوبت بایں جا رسید کہ دین سے اس قدر بیگانہ ہو گئے کہ یہ سمجھنے لگے کہ اسلام میں جہانبانی اور جہاں گیری کا کوئی اصول ہی نہیں اور نہ کوئی معاشی نظام ہے۔ اس لئے کبھی کمیونزم اور سوشلزم کی طرف جھانکتے ہیں اور کبھی سرمایہ داری کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں ظاہری طور پر آزاد ہیں مگر ذہنی اور فکری طور پر اغیار کے محکوم اور غلام بلکہ عاشق ہیں ؎

یک سبد نانے ترا بر فرقِ سر
تو ہمی جوئی لبِ ناں در بدر

اے میرے بھائیو! تمہارے گھر (اسلام) میں کس چیز کی کمی ہے شیرمال اور مرغ مسلم اور بریانی اور فیرینی سب کچھ ہے۔ غیروں کے پس خوردہ اور اُن کے دستر خوان کے بچے ہوئے ٹکڑوں کی بھیک مانگنے کے لئے ان کے دروازوں پر کیوں جا رہے ہو جو رقبۂ زمین اس وقت بھی مسلمانوں کے زیر نگیں ہے وہ دولت اور سامانِ معیشت کی کان ہے اسلامی ممالک کے سربراہ اور ارکانِ دولت اگر امانت اور دیانت کے ساتھ اس کا انتظام کریں تو بخدا ان کو اپنے دشمنوں کے دروازے پر جانے کی ضرورت نہ پڑے حق تعالیٰ

کا ارشاد ہے وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ــــ یعنی جب تک اسلام کا نام باقی ہے یہود اور نصاریٰ کی قومیں تم سے راضی نہیں ہو سکتیں۔

حسرت اور حیرت کا مقام ہے کہ اہل اسلام جن پر خدا تعالے نے انعام فرمایا وہ مغضوب علیہم اور ضالین کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور جو قومیں ان کی دین و دنیا کی دشمن ہیں ان کے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اصولِ اسلام

اوّلاً اب میں اسلام کے ان تین اصولوں کا ذکر کرتا ہوں جن کی اشتراکیت شدت کے ساتھ منکر بلکہ دشمن ہے تا کہ اختصار کے ساتھ یہ بات بتلاؤں کہ اسلام کے یہ اصول عین عقل اور فطرت کے مطابق ہیں اور اشتراکیت کا ان سے انکار سراسر جہالت اور حماقت ہے ــــ اسلام کے بنیادی اصول تین ہیں (۱) توحید (۲) رسالت۔ (۳) اور قیامت۔ اور اسلام کا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔

شریعت کا اصل دار و مدار صرف اللہ تعالیٰ کے ماننے پر ہے کہ وہی حاکم مطلق ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور زمین پر خدا کے نائب اور خلیفہ ہیں جن کو

خدانے احکام دے کر بندوں کی طرف بھیجا تاکہ لوگوں کو سیدھا راستہ بتلائیں اور تمام بندوں پر آپ کی اطاعت اور توقیر و تعظیم اور محبت واجب کردی اور جو آپ کی اطاعت کریگا اُس کو دنیا اور آخرت کی عزت و سربلندی حاصل ہوگی اور جو آپ کی مخالفت کریگا وہ ذلیل و خوار ہوگا۔ کما قال اللہ تعالیٰ

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَ أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ	نہ ہمت ہارو اور نہ آزردہ خاطر ہو تم ہی بالا اور برتر ہوگے اگر تم حقیقۃً مومن ہو۔
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ	اللہ ہی کیلئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنین کے لئے۔
فَلَا تَهِنُوا وَ تَدْعُوْا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ	پس تم ہمت نہ ہارو اور حتی الوسع کافروں سے صلح کی درخواست نہ کرو تم ہی غالب اور بلند رہوگے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

جب تم ایمان اور اطاعت کے ذریعہ اللہ کے ساتھ ہوگے تو اللہ کی رحمت اور عنایت اور اس کی نصرت و حمایت تمہارے ساتھ ہوگی۔ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

اور آپ سے پہلے تمام پیغمبروں نے توحید کے بعد روزِ آخرت سے آگاہ کیا کہ ایک مدت کے بعد یہ عالم ختم ہوگا اور مرنے کے بعد مخلوق دوبارہ زندہ ہوگی اور وہاں دنیا کے کاموں سے بازپرس ہوگی اور اعمال کی جزا اور سزا ملے گی۔

اور آخرت سے اس دنیا کا آخری دن مراد ہے کہ یہ دنیا تو ختم ہو جائیگی اور دوسرا عالم تمہیں دکھائی دیگا۔ تمام ادیان حقہ اس پر متفق ہیں اور قرآن کریم روزِ آخرت پر ایمان لانے سے بھرا پڑا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کے ساتھ ہی یوم آخرت پر ایمان کا بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

وَقَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ۔

یعنی جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور اس کے رسولؐ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جیسے شراب اور زنا اور رقص و سرود (وغیرہ) ایسے لوگوں سے قتال کرو۔

ہر اسلامی حکومت پر ایسے لوگوں کا قتل فرض ہے جو خدا تعالیٰ اور آخرت کے منکر ہوں اور خدا و رسول کی حرام کردہ چیزوں کو جیسے زنا اور شراب اور رقص و سرود اور سود و قمار کو حلال قرار دیتے ہوں۔ اشتراکیت، اسلام کے ان تینوں اصولوں کی

منکر ہے، نہ خدا کی قائل ہے نہ رسول کی اور نہ روزِ آخرت کی۔

ہستی باری تعالیٰ

(اسلام) کہتا ہے کہ ہمارا اور سارے عالم کا ایک خالق (پیدا کرنے والا) ہے جو ہم کو عدم سے وجود میں لایا ہے اور اس کے ہم پر بہت سے حقوق ہیں اگر ہم اس کے احکام پر چلیں تو اس کی رضا اور انعام کے مستحق بنیں اور خدائی احکام کے مجموعہ کا نام دین اور مذہب اور شریعت ہے۔

(اشتراکیت) نہ خدا کی قائل ہے اور نہ کسی دین اور مذہب کی ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا کا کوئی بنانے والا نہیں یہ دنیا آپ سے آپ بن گئی ہے ہمیشہ سے خود بنتی اور بگڑتی چلی آئی ہے اور اسی طرح ہمیشہ تک رہے گی۔

اہل اسلام کہتے ہیں کہ اے نادانو! تم خدا کے تو قائل نہیں مگر علم اور عقل کے تو قائل ہو اب ذرا علم اور عقل کی بات سنو:۔

ا۔ کیا عمارت معمار کی خبر نہیں دیتی اور کیا صنعت صانع کی خبر نہیں دیتی، کیا کتاب کے حروف و نقوش کسی کاتب کی خبر نہیں دیتے۔ یہ منکرِ خدا اپنا فلسفہ بگھارتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ عمارت اور اس کے تمام نقش و نگار مٹی اور پتھر، پانی اور سیمنٹ کے مادۂ قدیمہ کی حرکت سے بغیر کسی معمار کے خود بخود موجود ہو گئے ہیں

مسلمانو! اس قسم کی باتیں عقل کی باتیں نہیں بلکہ دیوانہ کی بڑ اور بکواس ہے۔ پس اگر ایک معمولی عمارت بغیر کسی معمار اور بانی کے خود بخود موجود نہیں ہو سکتی تو زمین سے لیکر آسمان تک اتنی عظیم عمارت بغیر کسی بنانے والے کے کیسے وجود میں آگئی۔

۲— سارا عالم ہر وقت تغیر اور تبدل کی آماجگاہ اور جولانگاہ بنا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ تغیر اور تبدل ایک قسم کی حرکت ہے اور عقلاً یہ مسلم ہے کہ ہر متحرک کے لئے کوئی محرک چاہیئے پس جو ذات والا صفات اس عالم کی محرک ہے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف اس کو حرکت دے رہی ہے اہل اسلام اسی ذات کو خدا کہتے ہیں ؎

قدرت کا نظام ہے بتاتا | تو صانع و منتظم ہے سب کا

یہ بارونق جو ہے ہستی کا گلزار | عدم سے کر دیا اس نے نمودار

تر و تازہ جو یہ باغِ جہاں ہے | وہی بے شبہ اس کا باغباں ہے

کور باطن ہے وہ شخص کہ جو دنیا کے ان حیرت انگیز عجائب کو دیکھکر بھی پروردگار عالم کے وجود کا یقین نہ کرے جس کو ذرا بھی عقل و شعور ہے وہ دنیا کی چیزوں کو دیکھکر یقین کر لیتا ہے کہ ان چیزوں کا ایک بنانے والا اور پیدا کرنے والا بھی ہے اور

خدا ہے۔ اور اگر کوئی دہری اور اشتراکی اور منکر خدا یہ کہے کہ میں خدا کا وجود کیسے تسلیم کروں جس کو آج تک دنیا کی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔

جواب ــــ بیشک کسی آنکھ نے خداوند لطیف وخبیر کو نہیں دیکھا۔ بیشک وہ لطافت کی وجہ سے کسی کثیف کو نظر نہیں آتا مگر اس کے آثار قدرت وصنعت تو ہر آنکھ دیکھ رہی ہے جیسے علم اور فہم اور عقل ودانش کو آج تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھا مگر ان کے آثار سب کی نظروں کے سامنے ہیں اس لئے تمام عقلاء عالم عقل ودانش اور علم وفہم کے وجود کے قائل ہیں۔ علم اور عقل کا کوئی منکر نہیں حالانکہ علم اور عقل کو آج تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور علیٰ ہذا حماقت اور جہالت کو بھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور دنیا کا کوئی عاقل حماقت اور جہالت کے وجود کا منکر نہیں انسان کی گفتار اور رفتار سے اس کی فراست اور حماقت معلوم ہوتی ہے آنکھوں سے نظر نہیں آتی۔ آنکھ اور کان نظر آتے ہیں مگر بینائی اور شنوائی نظر نہیں آتی۔ اگر کسی دہری کے سر پر کوئی ڈنڈا مار کر اس کا سر پھوڑ دے تو سر کا زخم اور اس کا خون تو نظر آئیگا مگر سر کے اندر کا درد والم نظر نہیں آئیگا۔

بسا اوقات انسان کو قولنج اور نقرس کا درد لاحق ہوتا ہے جسم انسانی درد والم سے تڑپتا ہوا نظر آتا ہے مگر درد نظر

نہیں آتا۔ ہوا سے درخت کے پتے ہلتے نظر آتے ہیں مگر ہوا نظر نہیں آتی۔ یہ چیزیں آنکھوں سے نظر نہیں آتیں مگر آثار کی وجہ سے دنیا ان کے وجود کی قائل ہے۔ اسی طرح سمجھو کہ خداوند لطیف وقدیر تو نظر نہیں آتا مگر اس کی قدرت کے کرشمے ہر وقت نظروں کے سامنے ہیں۔

عالمِ آخرت:۔ اشتراکی جس طرح ہستی باری تعالیٰ کا منکر ہے اسی طرح عالم آخرت کا بھی منکر ہے اور وہ اس عالم کے سوا کسی دوسرے عالم کا قائل نہیں۔ یہ عالم اس کو مرنے کے بعد نظر آئے گا جیسا کہ جنین جب تک شکمِ مادر میں ہے اس وقت تک وہ اس عالم کا وجود تسلیم نہیں کر سکتا جب ولادت کے بعد شکم مادر سے باہر آئے گا تب اس کو یہ عالم نظر آئے گا۔

بالفرض اگر کوئی ایسا جنگلی فلسفی ہو کہ جو کبھی اپنے چھپّر اور گاؤں سے باہر نہ نکلا ہو کوئی اس کے سامنے لندن اور برلن جیسے وسیع شہر کا ذکر کرے تو وہ جنگلی فلسفی ایسے شہر کے وجود کے محال اور ناممکن پر دلائل قائم کر دے گا۔

احکامِ شریعت دربارۂ نظامِ معیشت

اسلام کا معاشی نظام غایت درجہ معتدل ہے جو اشتراکیت

اور سرمایہ پرستی کے مفاسد کے روکنے کے لئے ایک مضبوط اور آہنی دیوار کا کام دیتا ہے۔

۱۔ اسلام کسب حلال کا حکم دیتا ہے تجارت اور زراعت، صنعت و حرفت کو فرض قرار دیتا ہے تاکہ ملک خوشحال اور دولت سے مالا مال ہو مگر شرط یہ ہے کہ ہر معاملہ دھوکہ اور دغا اور فریب سے اور سود اور قمار سے پاک ہو۔ اور اس تجارت کا تعلق ایسی شئے سے نہ ہو جو مخرب اخلاق ہو جیسے شراب اور سامان رقص و سرود۔ اور تصویروں کی خرید و فروخت یہ سب چیزیں شریعت میں حرام ہیں۔ اور وہ معاملہ ایسے ابہام اور جہالت سے خالی ہو جو مفضی الی المنازعت ہو۔ اور وہ معاملہ ایسا نہ ہو کہ اہل شہر کے لئے تکلیف اور پریشانی کا باعث ہو جیسے احتکار یعنی غلّہ کو روک کر رکھنا کہ آئندہ چل کر اس کو گراں قیمت پر فروخت کریں گے۔ شریعت اسلامیہ نے تجارت وغیرہ کو فرض قرار دیا مگر اس کو ایسی حدود و قیود کے ساتھ مشروط کر دیا کہ ملک جسمانی اور روحانی مضرّتوں سے محفوظ ہو جائے۔

۲۔ بعد ازاں اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ جو چیز تم نے جائز طریقہ سے حاصل کی تھی وہ تمہاری ذاتی اور شخصی ملکیت ہے اور تم کو اس میں مالکانہ تصرّف کا حق حاصل ہے دنیا کے تمام بازار اس لئے ہیں کہ خرید و فروخت سے ذاتی ملکیت حاصل کر سکو۔

۳- اسلام کہتا ہے کہ تمہارا رازق اللہ تعالیٰ ہے جس نے تم کو یہ وجود اور یہ صورت اور یہ فہم و فراست عطا کیا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالقُوَّۃِ المَتِیْنُ۔

اور اشتراکیت یہ کہتی ہے کہ تمہارا رزق حکومت کے ہاتھ میں ہے تمہیں جس رزق کی جس قدر ضرورت ہے وزارت خوراک کے محکمہ میں جاکر درخواست دو۔ وزیر خوراک اپنی صوابدید سے منظوری دے گا۔ رزق کمانے والے تو تم ہو مگر رازق حکومت ہے۔

۴- اسلام سرمایہ داری اور جاگیر داری کو مطلقاً ممنوع قرار نہیں دیتا اور نہ مال و دولت اور زمین و جائداد کی کوئی حد مقرر کرتا ہے بلکہ اُس پر ایسے حقوق اور فرائض عائد کرتا ہے جس سے مخلوق خدا کو نفع پہونچے۔ اوّل اس پر اہل و عیال کا نفقہ واجب کرتا ہے بعد ازاں اس میں سے فقراء اور مساکین، یتیموں، مسافروں اور قرضداروں کی خبرگیری کو فرض اور لازم قرار دیتا ہے اور ضرورتمندوں کو بلا سُود قرض دینے کا حکم دیتا ہے اور سُود کو حرام قرار دیتا ہے ایسی دولت اور ایسا سرمایہ بلا شبہ اللہ کی نعمت ہے اور مُلک کے لئے رحمت ہے جس سے غرباء اور فقراء کی پرورش ہوتی ہو البتہ جو دولت اور سرمایہ عیش و عشرت اور غرور و نخوت کا ذریعہ بنے وہ بلاشبہ حرام ہے۔

اسلام کے دورِ اقتدار میں بڑے بڑے دولت مند اور سرمایہ دار

اور جاگیردار گزرے ہیں اور عیش و عشرت میں بھی غرق رہے ہیں لیکن اپنی عیش و عشرت کے ساتھ ان کے یہاں جود و کرم کے دروازے بھی کھلے ہوئے تھے، غربا اور فقرا کی امداد بھی کرتے تھے اور ضرورتمندوں کو بلا سود کے قرض دیتے تھے پھر اگر قرضدار قرض کی ادائیگی سے لاچار ہو جاتا تو اس کو معاف بھی کر دیتے تھے۔

نیز گذشتہ زمانہ کے امرا اگرچہ دولت مند اور سرمایہ دار تھے مگر ان کی دولت اور سرمایہ محدود تھا اور یہ لوگ ملک کے تمام وسائل آمدنی اور ذرائع معاش پر قابض نہ تھے۔

نیز پہلے زمانہ میں حکومت تاجر اور سوداگر نہ تھی حکومت کا کام صرف ملک کا انتظام تھا باقی ملکی کاروبار تمام کا تمام رعایا کے ہاتھ میں تھا ہر شخص اپنی ذاتی زراعت اور تجارت، صنعت و حرفت میں آزاد تھا حکومت کی اجازت کا بھی محتاج نہ تھا اور ہر شخص تحصیل رزق اور کسب معاش میں آزاد تھا اپنی عملی جدوجہد کے مطابق جتنی دولت چاہے کمالے، کسب معاش کے تمام دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اور اس زمانہ کے ارباب اقتدار نے تجارت و زراعت اور صنعت و حرفت پر ایسی پابندیاں عائد کردی ہیں جن سے رعایا غلام بن کر رہ گئی۔

۵ــــ اس دور تہذیب و تمدن میں سرمایہ داری اس درجہ بام عروج پر پہونچی کہ سرمایہ دار طبقہ ملک کے تمام وسائل آمدنی پر قابض

ہوگیا اور ملک کے تمام افراد کی خوراک اور پوشاک اس خاص طبقہ کے ہاتھ میں آگئی کہ جتنا چاہے ملک کو دیدے اور جتنا چاہے نہ دے۔ ایسی سرمایہ داری مہذب فرعونیت ہے کہ بغیر تلوار ہی کے ملک کے افراد کو ذبح کر ڈالتی ہے۔

پھر ایک مصیبت اس زمانہ میں یہ آئی کہ حکومت بھی تاجروں اور سوداگروں کی صف میں آگئی اور بزورِ اقتدار ذرائع معاش اور وسائل رزق پر ایسی قابض ہوگئی کہ جس سے رعایا بلبلا اُٹھی اس فرعونیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے مقابلہ کے لئے اشتراکیت ظہور میں آئی۔ آسمان کی بارش اور زمین کی پیداوار میں کوئی کمی نہ تھی مگر سرمایہ دار طبقہ کے عیارانہ اور شاطرانہ چالوں کی وجہ سے ملک کے باشندے اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے سے عاجز اور لاچار ہوگئے اور پورا ملک قحط اور گرانی کا شکار ہوگیا۔ یہ قحط آسمانی نہ تھا بلکہ یہ قحط سیاسی تھا اس کا ردِ عمل یہ ہوا کہ غریبوں اور فقیروں کا طبقہ دولت مندوں کے مقابلہ میں کھڑا ہوا، اور اس قدر جوش میں آیا کہ شخصی اور انفرادی ملکیت کے خاتمہ پر تل گیا اور اس جوش میں یہ ہوش نہ رہا کہ میں بھی کسی چیز کا مالک اور مختار نہ رہوں گا۔ اور اس بیوقوف نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ جب ایک انفرادی ملکیت ملک کے لئے مصیبت ہے تو قومی ملکیت جو ملک کی تمام انفرادی ملکیتوں کا ایک عظیم ترین مجموعہ ہے تو وہ قومی ملکیت میں

آکر کیا قیامت برپا کرے گی اور کیا صُور پھونکے گی۔ انفرادی ملکیت کا سرمایہ تو دس بیس لاکھ تھا، قومی ملکیت کے خزانہ کا سرمایہ تو اربہا ارب ہوگا اور ارباب اقتدار کی ایک خاص جماعت اس پر قابض ہوگی جو پورے ملک کو ناچ نچائے گی۔

پہلے تو ملک میں لاکھوں دولت مند اور سرمایہ دار تھے اور غریب لوگ کسی خاص دولتمند کے محتاج نہ تھے اور قومی ملکیت کے بعد پورا ملک ارباب حکومت کا محتاج اور دست نگر بنے گا اور وزارت خوراک کے دفتر میں کاسۂ گدائی یعنی درخواست لیکر جائے گا جب تک مسل کی تکمیل نہ ہو جائے گی اس وقت تک منظوری نہ ہوگی۔ اور قومی خزانہ اتنا بڑا سرمایہ دار بن گیا کہ ملک کے تمام سرمائے نگل گیا اور ڈکار بھی نہ لی۔

غرض یہ کہ سرمایہ دار طبقہ کے شاطرانہ مظالم سے مزدور طبقہ اس قدر متنفر اور بیزار ہوا کہ شخصی ملکیت ہی کا دشمن ہوگیا اور جوش عداوت میں قومی ملکیت کا نعرہ لگانے لگا۔ مگر اس سے مرض کا مداوا نہیں ہوا کیونکہ جب ملک کی تمام زمینیں اور جائدادیں اور صنعتیں و کارخانے قومی ملکیت میں آگئے اور برسر اقتدار طبقہ ان تمام سرمایوں پر قابض ہوگیا جو ایک محدود جماعت ہے جن کی تعداد دس بیس افراد سے لیکر سو افراد تک ہوگی جس کے اختیار میں ملک کے یہ تمام سرمائے ہیں ـــ اب سمجھ لو کہ تمہاری زندگی

اس خاص جماعت کے رحم و کرم پر ہوگی۔ قومی ملکیت میں ملک کی تمام زمینیں اور تمام کارخانے سب کے سب اس برسرِ اقتدار جماعت کے قبضے میں ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ برسرِ اقتدار جماعت فرشتوں کی جماعت نہیں جو حرص و طمع سے پاک ہو۔ آخر حرص و طمع ان کو بھی لگی ہوئی ہے۔ جب پورے ملک کی دولت ان کے قبضہ اور تصرف میں آجاتی ہے تو یہ بھی طرح طرح کے حیلوں سے قومی خزانے کا کروڑہا کروڑ روپیہ غیر ملکی بنکوں میں اپنے لئے محفوظ کر لیتے ہیں۔

پس جبکہ اس خاص اور محدود طبقہ کو اقتدار اور اختیار حاصل ہوگا اور یہ طبقہ ملک کے تمام وسائلِ زراعت اور ذرائعِ تجارت اور صنعت و حرفت پر قابض ہوگا تو ظاہر اسباب میں ملک کے رزق اور معاش کی تمام کنجیاں اس خاص اور محدود طبقہ کے ہاتھ میں ہوں گی اور ساری ملک کی روزی ان اربابِ اقتدار کے رحم و کرم پر ہوگی۔

غرض یہ کہ قومی ملکیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک کی تمام مخلوقِ خدا چند اربابِ اقتدار کی محتاج اور دست نگر بن گئی جن کے قبضہ تصرف میں قومی خزانہ ہے۔ اور اس طبقہ کا تکبر اور غرور بقدر اس دولت اور سرمایہ کے ہوگا یعنی اس طبقہ کا تکبر اور غرور ملک کے تمام سرمایہ داروں کے تکبر و غرور کے برابر ہوگا کیونکہ یہ

قومی خزانہ تمام خزانوں کا مجموعہ ہے جس درجہ کی دولت ہوتی ہے اسی درجہ کا غرور ہوتا ہے اور چونکہ نشر و اشاعت کے ذرائع بھی اسی با اقتدار جماعت کے ہاتھ میں ہوں گے اس لئے حکمراں طبقہ کے خلاف کسی کسان اور مزدور کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوگی اور یہ وہ آمریت ہے کہ جس کے سامنے فرعون اور نمرود کی آمریت بھی ہیچ ہے۔ اور ملک کے تمام اخبار بھی حکومت کی ملک ہیں اس لئے انفرادی اور شخصی مصیبت کی کوئی خبر بھی اخبار میں بغیر حکومت کی اجازت کے شائع نہیں ہو سکتی۔

معلوم ہوا کہ سرمایہ داری نظام کی مصیبتوں اور بیماریوں کا علاج اشتراکیت (کمیونزم) میں نہیں۔ سرمایہ دار طبقہ یہ چاہتا ہے کہ دنیا کی دولت ہر طرف سے سمٹ کر میرے قبضہ میں آجائے۔ اشتراکیت یہ چاہتی ہے کہ سرمایہ داری کو جبراً و قہراً ختم کر دیا جائے اور ساری دنیا کو مزدوروں کی صف میں لا کھڑا کر دیا جائے۔ معاشی الجھنوں کا حل نہ اس میں ہے اور نہ اس میں ہے۔

سرمایہ دار نے اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں سے جو مال و دولت حاصل کیا ہے اور ترقی کر کے اس منزل پر پہونچا ہے عقلاً اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور جن کارخانوں سے سرمایہ پیدا ہوتا ہے ان کو ان کے مالکوں کے ہاتھ سے نہیں

چھینا جا سکتا۔ کسی کا حق چھیننا یہ صریح ظلم اور ستم ہے۔ اگر سرمایہ نہ ہوتا تو مزدور کیا کرتا اگر زمین نہ ہوتی تو کسان کیا کرتا اگر کارخانہ نہ ہوتا تو کاریگر کیا کرتا۔ زمین اور کارخانہ اصل و اول ہے اور کسان و کاریگر کی محنت و مشقت بعد کا عمل ہے اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ اول کو اول رکھو اور دوم کو دوم رکھو اصل مالک تو وہی سرمایہ دار رہے گا جس نے اپنی ہلا جوکھوں سے یہ کارخانہ قائم کیا مگر چونکہ یہ کارخانہ مزدور کی محنت سے چل رہا ہے اس لئے مزدور کا حق الخدمت اور حقِ محنت واجب ہوگا اس میں کمی جائز نہ ہوگی۔

شریعت کی نظر میں مزدور، سرمایہ دار کا شریکِ کار تو ہے مگر شریکِ ملک نہیں شریعت نے مزدور کو اس کی جد و جہد اور سعی و محنت کا ثمرہ دلا دیا مگر جس نے اصل کارخانہ قائم کیا وہ اصل ہے اور مقدم ہے اور جس نے قائم ہونے کے بعد اس کو چلایا وہ اصل کے برابر حقدار نہیں۔ اور حقدار کو اس کا حق دلانا یہ عدل ہے اور اصل و فرع کو برابر کر دینا یہ ظلم ہے۔ کیا اشتراکی نظریہ رکھنے والے اور مساوات کا دم بھرنے والے اس بات پر راضی ہوں گے کہ ان کے بنگلا اور کوٹھی کا معمار بنگلہ کی عمارت میں ان کا شریک قرار دیدیا جائے اور ان کا درزی اور دھوبی ان کے کوٹ پتلون میں ان کا شریک ہو جائے۔؟

اس لئے شریعت کا حکم یہ ہے کہ اصل زمین کا مالک تو زمیندار ہے اور کاشتکار اس کی زمین کا خدمت گذار ہے اور اپنی حقِ خدمت اور حقِ محنت کا مستحق ہے اور علیٰ ہذا اصل کارخانہ کا مالک اس کا قائم کرنے والا سرمایہ دار ہے اور کاریگر اس کے قائم کردہ کارخانہ کا چلانے والا ہے اور چلانے کی اُجرت اور معاوضہ کا مستحق ہے مگر کاشتکار اور کاریگر اصل زمین اور اصل کارخانہ میں مالک کا شریک اور حصہ دار نہیں محض خدمت اور محنت سے کوئی شریک اور حصہ دار نہیں بن جاتا۔

آج کل زعمائے اشتراکیت عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کاشتکار کو زمیندار کا زمین میں شریک بنا دیا جائے بلکہ اس کو مالک بنا دیا جائے اور کاریگر کو کارخانہ میں سرمایہ دار کا شریک اور حصہ دار بنا دیا جائے۔

سبحان اللہ آپ کو اگر ہمدردی کا جذبہ ہے تو اپنے مال و جائداد میں سے دیجئے جبراً و قہراً دوسرے کی مِلک میں غیر مالک کو شریک اور حصہ دار بنانے کا اختیار آپ کو کہاں سے حاصل ہوا کیا جس شخص نے دس سال آپ کی موٹر چلائی ہو یا جس نے دس سال آپ کے بنگلہ کی جاروب کشی کی ہو اور سو سو روپیہ ماہانہ اس نے آپ سے تنخواہ بھی لی ہو کیا وہ آپ کی کار اور بنگلہ کا شریک اور حصہ دار بن سکتا ہے۔

ہر چہ برائے خود نہ پسندی برائے دیگراں ہم مپسند

اے میرے عزیزو! خوب سمجھ لو اور اس اشتراکیت کو پلٹ پلٹ کر دیکھ لو بلاشبہ یہ اشتراکیت ایک قسم کی حیوانیت ہے صورت انسانی ہے اور حرکات و سکنات سب حیوانی ہیں۔ اشتراکیت کیا ہے ظلم و ستم، بد اخلاقی و بیحیائی، غصب دری اور سنگ دلی کا ایک مجسمہ ہے۔ اسلام اس اشتراکی حیوانیت سے بھی بری ہے اور مغربی سرمایہ داری کی فرعونیت سے بھی بری ہے۔

ا — اسلام تم کو اس حیوانیت اور فرعونیت کے درمیان ایک صحیح انسانیت کی راہ بتلاتا ہے کہ جو عین عقل و فطرت اور غیرت و حمیّت کے مطابق ہے وہ یہ کہ تم خداداد عقلی اور جسمانی قوت سے قانون شریعت کے دائرہ میں رہ کر جائز اور حلال طریقہ سے جس قدر بھی دولت حاصل کر سکو (جس کی شریعت کی طرف سے کوئی تحدید نہیں) وہ تمہارے لئے جائز اور روا ہے اور تم اس کے مالک ہو مگر تمہاری ملک مجازی ہے مالک حقیقی کے حکم کے ماتحت تم کو اس میں تصرف کا اختیار ہے حدودِ قانون سے نکلنے کی اجازت نہیں بندہ جس طرح مال کے کمانے اور حاصل کرنے اور اس کے مالک بننے میں آزاد اور خود مختار نہیں بلکہ احکامِ خداوندی کا پابند ہے اسی طرح اس کے خرچ کرنے میں بھی احکامِ خداوندی کا

پابند ہے جہاں خرچ کرنے کا حکم دے وہاں خرچ کرے اور جہاں منع کردے وہاں خرچ نہ کرے۔ ایسی ملکیت بلاشبہ صحیح اور درست ہے اور ہر حکومت پر اس کی حفاظت اور احترام واجب ہے۔

۲۔ اسلام کہتا ہے کہ جب تک تم زندہ ہو اپنی اولاد کی تربیت کرو اور ان کی ضروریات زندگی کی کفالت کرو اور صدقات وخیرات سے مخلوقِ خدا کی مدد کرو اور جب مرجاؤ تو تمہارا یہ تمام سرمایہ تمہارے وارثوں کا ہے اور وہی اس کے حقدار ہیں ہر وارث بقدرِ قرابت اس کا حقدار اور حصہ دار ہوگا۔ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری دولت تمہارے خاندان کے دس افراد میں منتقل ہو جائے گی۔ مرنے والے کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اپنے کسی وارث کو محروم کرسکے یا بیٹوں اور بیٹیوں میں کوئی تفریق کرسکے اور اگر وہ کسی کارِ خیر کی وصیت کرنا چاہے تو تہائی مال میں سے کرسکتا ہے پورے مال کی وصیت نہیں کرسکتا۔

شریعت اسلامیہ میں تقسیم میراث کا جو بے مثال عادلانہ اور ہمدردانہ قانون موجود ہے اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام میں قانون میراث کا کہیں نام ونشان نہیں کیونکہ وراثت کا قانون انسانوں کے لئے ہے حیوانوں کے لئے نہیں۔ بڑا بیل اگر مرجائے تو اس کی گائے اور بچھڑوں کو کوئی میراث نہیں ملتی۔ اسلام فی حد ذاتہ

سرمایہ داری اور ذاتی ملکیت کا مخالف نہیں اور نہ اسلام ملکیت
کی کوئی حد مقرر کرتا ہے بلکہ اسلام اس سرمایہ داری کا مخالف ہے
کہ جو حریصانہ اور ظالمانہ، جابرانہ و متکبرانہ اور شاطرانہ ہو ایسی
سرمایہ داری شریعت کی نظر میں حرام ہے۔ البتہ جو سرمایہ داری
اور ذاتی ملکیت صدقات و خیرات اور صلہ رحمی اور غربا نوازی
اور ضرورتمندوں کی بلا سُود قرض سے دستگیری اور اسلامی حکومت
کی پُشت پناہی اور رفاہ عامہ کے ساتھ مقرون ہو تو بلاشبہ
ایسی دولت اللہ کی نعمت ہے اور غربار کیلئے سایۂ رحمت ہے۔
ایسی سرمایہ داری کا دنیا میں کوئی دشمن نہیں البتہ جب سرمایہ
داری بیخودی میں حد سے گذر جائے اور ملازموں اور مزدوروں
کے حقوق پامال کرنے لگے اور ذرائع معاش پر ایسی قابض ہو جائے
کہ ملک کے باشندے مجبور اور لاچار ہو جائیں تو ایسی سرمایہ داری
باہمی عداوت اور منافرت کے شعلے بلند کرتی ہے شریعت نے
ایسی سرمایہ داری کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے اور طرح طرح سے
شریعت نے اس کا سدباب کیا ہے عقل کا تقاضہ یہ ہے
کہ جو خرابی عوارض کی وجہ سے آرہی ہو تو عوارض کا سدباب
کیا جائے اور اصلی شئے کو برقرار رکھا جائے۔ مال و دولت
فی حد ذاتہ اور ذاتی ملکیت فی حد ذاتہ کوئی بُری شئے نہیں اس
لئے شریعت نے اصل کو برقرار رکھا اور عوارض کا سدباب کر دیا۔

۳ — اے میرے عزیزو! خوب سمجھ لو کہ کسی قوم سے ذاتی اور شخصی ملکیت کی بالکلیہ نفی اس قوم کی ذلّت کا نشان ہے کہ یہ قوم ایسی ہے کہ اس قوم کا کوئی فرد کسی چیز کا مالک نہیں جس طرح ملکیت اور مالکیت عزت کا نشان ہے اسی طرح ملکیت کی نفی ذلت کا نشان ہے۔

انسان فطری اور طبعی طور پر طرح طرح کی حاجتوں اور ضرورتوں میں گھرا ہوا ہے اور اپنی ضروریات کے پورا کرنے میں طبعی طور پر مال و دولت کا حریص واقع ہوا ہے اس لیئے اس کا دماغ ہر وقت اس فکر میں لگا رہتا ہے کہ اپنی دماغی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور تحصیل دولت کے لیئے اپنے قوائے عملیہ کو استعمال کرے تاکہ دنیوی نعمتوں کو حاصل کر سکے اور اپنے ذاتی اختیار سے ان میں تصرّف کر سکے۔

پس اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ تو خواہ کتنی ہی جدوجہد کرے مگر تجھ کو اس شئے کی ذاتی ملکیت حاصل نہ ہوگی اور تو اپنے اختیار سے حسب منشا اس میں تصرف نہ کر سکے گا۔ تو آپ ہی انصاف فرمائیں کہ ایسی صورت میں انسان کو اس عمل سے کیا دلچسپی ہوگی ذاتی ملکیت کا جذبہ ہی انسان کو سعی اور جدوجہد پر آمادہ کرتا ہے اور یہی جذبہ ملک میں قسم قسم کی ترقیات کا دروازہ کھولتا ہے غرض یہ کہ ذاتی ملکیت عزت کا نشان ہے اور ذاتی ملکیت

کی نفی ذلت اور انحطاط کی علامت ہے اور ملک کی ترقی میں حارج اور مزاحم ہے۔

دولت کی مساویانہ تقسیم کا نظریہ سراسر عقل اور فطرت کے خلاف ہے جب افرادِ ملک قابلیت اور صلاحیت، استعداد اور جدوجہد اور محنت و مشقت میں برابر نہیں تو تقسیم میں کیسے برابر ہو سکتے ہیں ہر شخص بقدر اپنی محنت اور صلاحیت کے حقدار ہے۔

۴۔ اسلام کہتا ہے کہ ایک جنس کے تمام افراد کا مساوی اور برابر ہونا عقلاً محال ہے کوئی عقل و کمال میں بڑھا ہوا ہے اور کوئی حسن و جمال میں، کوئی مالدار ہے مگر بیمار اور کمزور ہے اور کوئی نادار ہے مگر توانا و تندرست ہے۔ مالدار کو خدمت درکار ہے اور نادار کو مال درکار ہے باہمی تعاون اور تبادل سے کارخانۂ عالم چل رہا ہے اگر سب برابر ہو جائیں تو کارخانۂ عالم معطل ہو جائے بہرحال یہ امر ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ایک جنس کے افراد باہم مختلف اور متفاوت ہوتے ہیں۔

اسلام کہتا ہے کہ عالم اور جاہل، عاقل اور غافل، متقی اور پرہیزگار اور اوباش و بدکردار برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ اصول عین عقل اور فطرت کے مطابق ہے اور اشتراکیت کا یہ اصول کہ تمام اہلِ ملک ہر اعتبار سے برابر ہیں کسی شخص کو اپنے ہم جنس پر کسی قسم کا امتیاز حاصل نہیں۔ سراسر خلافِ عقل اور خلافِ فطرت ہے

قال تعالیٰ ھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما اتاکم۔ اگر تمام لوگ صلاحیتوں اور قابلیتوں کے اعتبار سے برابر ہو جائیں تو کارخانۂ عالم معطل ہو جائے۔ اگر سب برابر ہو جائیں تو ایک دوسرے کا حمال اور قلی اور جاروب کش کیوں بنے۔

یہ اشتراکی شکم کا نعرہ لگا رہا ہے اور روٹیوں کی مساویانہ تقسیم کی فکر میں حیران اور سرگرداں ہے مگر یہ نہیں سوچتا کہ اگر بالفرض روٹیوں کی تقسیم مساویانہ بھی ہو گئی تو عقل و دانش اور حسن وجمال اور فضل و کمال کی مساویانہ تقسیم کی کیا صورت ہو گی؟ اس اشتراکی کا قبلہ و کعبہ صرف پیٹ ہے عقل و دانش سے اسے کوئی سروکار نہیں ــــ اشتراکی نظریہ درحقیقت ایک حیوانی نظریہ ہے جیسے طویلہ کے جانور کسی گھاس کے مالک نہیں مالک نے ہر ایک کے سامنے جس قدر گھاس ڈال دیا وہ اس نے کھا لیا۔ وہ حیوان اس گھاس کا مالک نہیں اور نہ اس حیوان کے مر جانے کے بعد اس کے بیٹے و بیٹیاں اس کے وارث ہیں۔ اشتراکی نظام میں یہی حال رعایا کا ہے کہ رعایا کسی شئے کی مالک نہیں حکومت جس قدر گھاس ڈال دے وہ کھا لو آگے دم نہ مارو۔

اے میرے عزیزو! اس اشتراکی نظریہ نے ملک کو انسانی شہر نہیں رکھا بلکہ حیوانوں کا ایک طویلہ بنا دیا اعاذنا اللہ اس ذلت سے

پناہ دے اور عقل دے کہ عزت و ذلت اور انسان و حیوان کے فرق کو سمجھیں۔

۵ - اسلام کہتا ہے کہ حاکم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جس نے بندوں کو وجود عطا کیا اور جو۔ ان کی موت و حیات کا مالک ہے بندوں کی ہدایت کے لئے اور معاش و معاد کے لئے ایک دستور اس نے نازل کیا اور بندوں کو حکم دیا کہ اے میرے بندو! تم میں سے جو سمجھدار اور امانت دار اور نیک کردار ہوں وہ میرے نازل کردہ قانونِ شریعت کے مطابق حکومت کریں اور تم کو قانون سازی کا اختیار نہیں تمہارا کام یہ ہے کہ جو قانونِ شریعت تم کو دیا گیا ہے ملک میں اس کو نافذ اور جاری کرو اور احمقوں و جاہلوں اور خود غرضوں کو حکومت کا کوئی عہدہ نہ دو۔

اسلام ایسی حکومت کا حکم دیتا ہے کہ جس میں ملک کے عاقلوں، دانشمندوں، سمجھ داروں اور امانتداروں کا راج ہو اور اشتراکیت یہ کہتی ہے کہ مزدوروں کا راج ہے اور عوام کی حکومت ہے اور یہ نعرہ لگانا کہ حکومت عوام کی ہے صریح جھوٹ اور دھوکہ ہے عوام اور مزدور اپنے اختیار سے نہ حکومت کی تشکیل کر سکتے ہیں اور نہ اس میں کوئی تغیر و تبدل کر سکتے ہیں۔

اشتراکیت یہ کہتی ہے کہ ملک کے اصل حکمران جاہل مزدور ہیں اور حکومت عوام کی ہے اور اس کا نام جمہوریت رکھا ہوا

ہے جس میں اکثریت جاہلوں کی ہے۔

اسلام کی نظر میں حکومت اللہ کی ہے اور شریعت اس کا قانون ہے جس میں کسی کو تغیر و تبدل کا اختیار نہیں۔ ملک کے عقلا اور مردانِ شجاعت ملک کے حاکم اور حکمراں ہیں جب تک عقل حکمراں رہے اس وقت تک خیر ہے اور جب مزدور راج اور عورت راج قائم ہو جائے تو سمجھ لو کہ اب سلطنت کی خیر نہیں اور اشتراکیت یہ کہتی ہے کہ ملک کی حکمراں جماعت، مزدور ہے جن میں اکثر جاہل اور نادان ہیں۔

علاوہ اس کے کہ یہ نعرہ عقل اور فطرت کے خلاف ہے صریح جھوٹ اور دھوکہ ہے اشتراکی ممالک میں حکم وزراء کا چل رہا ہے اور مزدور درخواست لئے دفتروں میں چکر لگا رہا ہے درخواست دینا یہ صفت تو محکوم کی ہے نہ کہ حاکم کی۔ مزدوروں کا دل خوش کرنے کیلئے بلکہ دھوکہ دینے کے لئے یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ حکومت مزدور کی ہے حالانکہ عمل اور معاملہ سراسر اس کے برعکس ہے عوام کو اور مزدوروں کو حکومت کی تشکیل و تبدیل میں ذرہ برابر کوئی اختیار نہیں بیچارے عوام اور مزدور تو ہر جگہ لاچار اور مجبور ہیں ان کو حکومت کے بارے میں کوئی اختیار نہیں وہ کہاں سے حکمراں ہوئے۔؟

کیا کوئی اشتراکی یہ بتا سکتا ہے کہ لینن اور اسٹالن نے

اپنی عمر میں مزدوروں جیسی سادہ زندگی بسر کی ہے اور آج کل کے اشتراکی حکومت کے وزراء غریبوں اور فقیروں اور مزدوروں کے ساتھ مساوات کا کوئی ادنیٰ عملی نمونہ پیش کر سکتے ہیں؟ لہٰذا اشتراکیت کا یہ اصول کہ ایک مُلک کے تمام افراد مساوی اور برابر ہیں کسی شخص کو اپنی ہم جنس پر کسی قسم کا امتیاز حاصل نہیں۔ بالکل غلط اور صریح جھوٹ ہے۔

بہر حال اشتراکیت سراسر خلافِ عقل اور خلاف فطرت ہے اور اسلام سے اس کو کوئی تعلق نہیں بلکہ اشتراکیت اسلام کی ضد اور نقیض ہے اور اجتماع ضدین و نقیضین باتفاق عقلاء محال ہے بعض نادان مسلمان جو اشتراکیت کی طرف مائل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ابوذر غفاری رضؓ اسلام میں سب سے پہلے اشتراکی تھے یہ سراسر جہالت اور کفر ہے۔

۶ — معاذ اللہ معاذ اللہ ابوذر غفاری رضؓ اشتراکی نہ تھے بلکہ تارک الدنیا تھے جنھوں نے دنیا کو تین طلاقیں دیدی تھیں وہ سوائے قوت لا یموت کے حلال دنیا سے بھی کنارہ کش ہو گئے تھے موٹا کھاتے تھے موٹا پہنتے تھے اور جھونپڑی میں رہتے تھے۔

۷ — اسلام یہ کہتا ہے کہ اگر حلال دُنیا سے شرعی طریقہ پر نکاح کر لیا جائے تو وہ جائز اور مباح ہے۔ جمہور صحابہ اور تابعین کا بھی یہی مذہب تھا کہ دنیا ان کے ہاتھوں میں تھی اور ان کے دل

اس سے پاک تھے دنیا اُن کی لونڈی اور باندی تھی قانونِ شریعت کے مطابق اس سے متمتع ہوتے تھے اور اس کو ذریعۂ آخرت بنائے ہوتے تھے۔ داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام خدا تعالےٰ کے خلیفہ تھے اور بادشاہ و فرمانروا تھے اور خزانوں کے مالک تھے جن کے متعلق یہ حکم نازل ہوچکا تھا ھٰذا عطاءنا فامنن اوامسك بغير حساب۔ یہی حال خلفائے راشدین کا تھا کہ شاہی اور درویشی دونوں کے جامع تھے اور دنیا ان کی لونڈی اور باندی تھی اور منکوحہ بھی نہ تھی۔

اسلام کا دولت مندوں کو حکم

اسلام دولتمندوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنی ضرورت اور راحت کے بعد اس دولت کو غرباء اور فقراء کی اعانت اور امداد میں خرچ کرو اور ضرورتمندوں کو بلا سُود قرض دو اور اپنے صدقات و خیرات میں اپنے اعزاء و اقارب کو سب پر مقدم رکھو اور دینی امور میں مدد کرو اور اگر اسلامی حکومت کو کافروں سے جہاد کی نوبت آجائے تو اسلامی حکومت اور مجاہدین کی اعانت اور امداد میں کسر نہ اُٹھا رکھو اور اسلامی حکومت کی جانی اور مالی اعانت میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھو تاکہ اسلامی حکومت کو غیر مسلموں سے قرض لینے کی نوبت نہ آئے۔

اسلام کا غربار اور فقرار کو حکم

اور اسلام غربار اور فقرار کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم محنت اور مزدوری سے روزی کماؤ اور حلال طریقہ سے جو مال ومنال حاصل کر سکتے ہو وہ کرو مگر کسی دولتمند کے مال و دولت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھو حق تعالیٰ نے جو تم کو دیا اس پر قناعت کرو اور اپنے سے کمتر پر نظر کرو اور شکر کرو اور اپنے سے بالا و برتر پر نظر نہ کرو مبادا رشک وحسد کی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو امیر بنایا اور کسی کو فقیر بنایا، کسی کو تندرست اور کسی کو بیمار، کسی کو خوبصورت اور کسی کو بدصورت، کسی کو عاقل اور عالم بنایا اور کسی کو احمق اور جاہل بنایا۔ یہ سب اس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

ع

کہ کس نہ کشود و نہ کشاید بحکمت ایں معمہ را

یہ اختلاف اور تفاوت من جانب اللہ ہے اور تمہارے اختیار سے باہر ہے جتنا تمہارے اختیار میں ہے وہ کرو اور جو تمہارے اختیار سے باہر ہے اس کی فکر چھوڑ دو۔

اشتراکی نظریہ میں صرف مال اور رزق تو نعمت ہے اور اسلام کی نظر میں علم وعقل اور صحت وعافیت اور حسن وجمال اور اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ مال سے بڑھکر نعمت ہیں

اللہ نے کسی کو کوئی نعمت دی اور کسی کو کوئی۔ اللہ کا حکم یہ ہے کہ اللہ نے جس کو جو نعمت دی اس کا شکر کرے اور دوسرے کی نعمت پر کوئی حسد اور رشک نہ کرے وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔

اِسلام کا اربابِ حکومت کو حکم

۱۔ اور اسلام اربابِ حکومت کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم لوگوں کی شخصی اور انفرادی مِلک کا احترام کرو اس میں مداخلت نہ کرو اور نہ اس کی تحدید کرو اور نہ یہ قانون بناؤ کہ اتنی مقدار سے زائد زمین نہیں رکھ سکتے۔ جو چیز یا جو کارخانہ کسی شخص نے اپنے سرمایہ اور اپنی جدوجہد سے بنایا ہے اس کو قومی ملکیت نہ بناؤ یہ شرعًا ناجائز ہے۔ بزورِ حکومت کسی کی شخصی ملکیت کو ختم کرنا شرعًا اور عقلًا ظلم ہے البتہ کسی کی زمین اور جائداد اور کارخانہ پر محصول لگانا جائز ہے۔

شریعت کا حکم یہ ہے کہ اتنا محصول لگایا جائے جس کو مالکان بسہولت ادا کر سکیں۔ خلفاء راشدین نے جو بیت المال قائم کیا تھا وہ معاذ اللہ ذاتی اور شخصی ملکیت کے باطل کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ وہ جزیہ اور خراج اور ملکی آمدنی کے انتظام کے لئے قائم کیا تھا تاکہ اس سے تبلیغ اسلام اور جہاد اور ملکی ضروریات پوری

ہوسکیں۔ خلفائے راشدین اور سلاطین اسلام میں سے کسی ایک فرماں روا نے کسی کی ذاتی ملکیت کو حکومت کے دباؤ سے کسی سے نہیں چھینا بلکہ اس کی ذاتی ملکیت کو برقرار رکھا۔ زمینداروں اور تاجروں اور صنعت کاروں پر اتنا محصول لگا دینا جو اُن پر گراں ہو شرعاً جائز نہیں مگر ان کی زمین اور کارخانہ کو چھیننا قطعاً حرام ہے۔

۲ ــ زمینوں اور کانوں کا جاگیریں دینا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور سلاطین اسلام سے بتواتر ثابت ہے پہلے زمانہ میں رعایا کو حکومت کی طرف سے جاگیریں ملتی تھیں۔ اب جب سے اشتراکی نظریہ نمودار ہوا ہے تو رعایا کی جائدادیں اور جاگیریں ضبط ہونے لگیں اور اس نئی قسم کے ظلم کا نام قومی ملکیت رکھدیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ ملک کا دولتمند طبقہ حکومتوں کے اس تشدد سے گھبرا اُٹھا اور اس طبقہ کو حکومت سے دلی تعلق نہیں رہا حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو دولتمند طبقہ حکومت کے لئے پشت و پناہ ہے بوقتِ ضرورت حکومت اپنے بھائیوں سے بلا سود کے قرض لے سکتی ہے غیروں سے سود پر قرض لینا ذلت بھی ہے اور مصیبت بھی۔

۳ ــ دولت مندوں کا طبقہ حکومت کے لئے باعث عزت ہے ملک اگر دولتمندوں سے خالی ہو جائے اور ملک کا کوئی

شخص اور کوئی فرد ذاتی اور شخصی طور پر کسی چیز کا مالک نہ رہے تو اس میں حکومت کی کوئی عزت نہیں بلکہ ذلت ہے کہ اس حکومت کی رعایا بھوکی اور ننگی ہے اور اس ملک کا کوئی فرد ذاتی طور پر کسی چیز کا مالک نہیں۔ بلکہ یہ حکومت کے لئے ایک عظیم مصیبت ہے کہ ملک کے وزراء اور حکام بجائے انتظام سلطنت کے ملازموں اور مزدوروں کے مطالبات پر غور کرتے رہیں۔ یہ سلسلہ بظاہر قیامت تک ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔

۴ — اے میرے محترم بھائیو! جن کے ہاتھ میں زمام حکومت ہے خوب سمجھ لو کہ دنیا کی ضرورتیں غیر محدود اور غیر متناہی ہیں روئے زمین کی سلطنتیں مل کر بھی ان کو پورا نہیں کر سکتیں۔

۵ — اے میرے بھائیو! وہ حکومت ہی کیا ہوئی کہ جس کے باشندے کسی چیز کے مالک نہ ہوں سب کے سب گداۓ بے نوا ہوں اور جب ان کو کھانے اور پہننے کی کوئی تکلیف پیش آئے تو ملک میں اودھم مچاتے پھریں — ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

شریعت اسلامیہ کا یہ وہ عادلانہ اور مشفقانہ اور ہمدردانہ نظامِ معیشت ہے کہ جو اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظام کے مفاسد سے بالکلیہ پاک ہے اور ملکی امن و امان اور سکون و اطمینان کا ذمہ دار ہے اور حکومت اور رعیت کے مابین دلی تعلق اور ربط

پیدا کرنے کا کفیل اور ضامن ہے۔

نعرۂ مساوات ایک نعرۂ کاذبہ ہے!

یہ اشتراکی گروہ جو مساوات کا نعرہ لگاتا ہے اور جاہل مزدوروں کو اکسا کر آمادۂ فساد کرتا ہے اس کا یہ نعرہ صریح جھوٹ ہے اشتراکی ممالک میں جا کر دیکھ لو کہ مزدور طبقہ عمائدین سے کوئی مماثلت اور کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ معلوم ہوا کہ مساوات کا نعرہ محض دھوکہ اور فریب ہے حکمراں ٹولہ اور مزدور ٹولہ دنیا کے کسی خطہ اور گوشہ میں برابر نہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین المخادعین

شریعت کا نظام معیشت

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو پیدا کیا اور سب مخلوق سے بڑھکر اس کو عقل اور فہم دیا۔ قوت اور توانائی میں حیوانات انسانوں سے بڑھکر ہیں ایک انسان میں بیل اور گدھے کی لات اور سینگ کی تاب نہیں مگر انسانی عقل نے بڑے بڑے حیوانوں کو اپنے قبضۂ تصرف میں رکھا ہوا ہے۔ اس پر سوار بھی ہوتا ہے اور باربرداری کا بھی ان سے کام لیتا ہے مگر معاشی اور زندگی کی ضرورتوں میں تمام حیوانوں سے بڑھکر محتاج واقع ہوا ہے۔
ا ــــ کھانے اور پینے میں غلہ کے اُگانے اور اس کے پسوانے اور

اس کے پکوانے کا محتاج ہے، آگ اور چولھے کا، دیگچی اور برتنوں کا محتاج ہے حیوان کو ان میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

۲۔ لباس میں انسان روئی کی کاشت اور پھر سوت اور اس کی بناوٹ اور کرتہ اور پاجامہ کی سلائی کا محتاج ہے حیوان کو کسی گرم یا سرد لباس کی ضرورت نہیں اور نہ اس کو درزی کی ضرورت ہے۔

۳۔ رہائش میں انسان مکان کا محتاج ہے حیوان کسی مکان کا محتاج نہیں نہ اسے کسی غسل خانہ اور بیت الخلا کی ضرورت ہے اور نہ اسے سفر کے لئے کسی سواری کی ضرورت ہے۔

آج کل جدید تہذیب کا رخ بھی اسی حیوانیت کی طرف ہے کھڑے کھڑے کھانے لگے اور کھڑے کھڑے موتنے لگے باوجودیکہ حق تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور زمین کی حکومت اور فرماں روائی اس کو عطا کی مگر ہر طرف سے اس کو حاجتوں اور ضرورتوں میں ایسا جکڑ بند کیا تاکہ دنیا کی فرمانروائی سے دماغ خراب نہ ہو جائے جیسا کہ فرعون اور نمرود کا دماغ خراب ہوا کہ اپنے خالق اور پروردگار ہی کے منکر ہو گئے۔

وسائل معاش

حق جل شانہ، نے اپنی حکمت سے انسان کو ضروریات زندگی

کا محتاج بنایا اور اس کا رزق زمین میں ودیعت رکھا تو اس کو حکم دیا کہ تو زمین میں اپنا رزق تلاش کر اور سامانِ زندگی فراہم کر۔ اور اس کے پانچ طریقے ہیں۔ (۱) زراعت۔ (۲) افزائشِ نسل بذریعہ گلہ بانی۔ یعنی زمین میں زراعت کرنا اور مویشیوں کو جنگل میں چرانا اور اس کی نسل کو بڑھانا تاکہ جانوروں کے دودھ اور ان کی اون اور کھال سے تم اپنی معاشی ضرورتیں پوری کر سکو۔

(۳) صنعت و حرفت۔ (۴) تجارت۔ (۵) خدمت و محنت جس کو آج کل ملازمت اور مزدوری کہتے ہیں۔

ان پانچ چیزوں پر تمام عالم کا کارخانہ گھوم رہا ہے اور شریعت میں ان پانچوں چیزوں کے ایسے عادلانہ اور مشفقانہ اور مصلحانہ احکام مذکور ہیں جو عین عقل اور فطرت کے مطابق ہیں اور کتبِ فقہ میں ان امور کی وہ تفصیل موجود ہے کہ جس کا چالیسواں بلکہ لاکھواں حصہ بھی مغربی اور اشتراکی توانین اور دساتیر میں موجود نہیں۔ اور یہ اشتراکی یہ کہتا ہے کہ دنیا میں سوائے مزدوری کے کچھ نہیں اور یہ ساری دنیا مزدور کی ہے اور ساری دنیا کا حاکم مزدور طبقہ ہے۔

بنی نوع انسان کا ذہنیتوں و صلاحیتوں کے اعتبار سے برابر ہونا عقلاً محال اور ناممکن ہے

تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام افراد انسانی اپنی ذہنی اور طبعی صلاحیتوں میں یکساں اور برابر نہیں حسن و جمال میں، صورت اور سیرت میں، علم اور فہم میں اور جہالت و حماقت میں یکساں نہیں، اعضاء اور جوارح میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں شکم اور معدہ میں یکساں نہیں۔ بھوک اور پیاس ہر ایک کی جدا ہے افراد انسانی تو کیا یکساں ہوتے افراد حیوانی بھی یکساں نہیں۔

کسب معاش کے بارہ میں شریعت کا حکم

شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ تم ہمارے نازل کردہ قانون کے مطابق ضرور کسب معاش کرو اور تم اپنی ذہنی اور طبعی صلاحیتوں سے جس قدر مال و دولت حاصل کرو گے تم اس کے مالک ہوگے کسی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ تمہاری حاصل کردہ دولت کو کوئی چرا سکے یا اسے غصب کر سکے یا اس کی طرف کوئی دست تعدی بڑھائے یا اس کی کوئی تحدید اور حد بندی کر سکے۔ اور لوگوں

کے اموال اور املاک کی حفاظت کے لئے شریعت نے یہ حکم جاری کردیا کہ جو چوری کرے گا اس کا ہاتھ قلم کردیا جائے گا تاکہ کوئی شخص کسی کی ذاتی ملکیت میں کوئی تعدی نہ کرسکے۔

مال و دولت کی جمع اور تفریق اور تقسیم کے بارے میں شریعت کا حکم

شریعت نے تمام افراد انسانی کو بلا کسی تخصیص کے یہ حکم دیا کہ تم حصول رزق اور کسب معاش میں اپنی ذہنی صلاحیتوں اور بدنی توانائیوں کو بروئے کار لاؤ۔ اور اپنی خداداد صلاحیت اور قابلیت اور ہمت و محنت سے اور جائز طریقے سے یعنی بلا سود اور سٹہ کے جو مال و دولت حاصل کرو گے اس کے تمام مالک ہوگے مگر جس خداوند ذوالجلال نے تم کو یہ صلاحیت اور قابلیت دی کہ جس کے ذریعہ یہ مال و دولت تم نے جمع کی ہے اس کی طرف سے اس سرمایۂ مال و منال پر تم پر یہ حقوق اور فرائض عائد کئے گئے ہیں اور وہ حقوق جو تم پر من جانب اللہ عاید کئے گئے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک آئینی اور قانونی ہیں اور دوسرے اخلاقی ہیں۔

دولت کے آئینی حقوق: آئینی حقوق سے وہ حقوق مراد ہیں کہ جن کی منجانب اللہ ایک مقدار

معین کردی گئی ہے مثلاً زکوٰۃ و صدقات (زمین کا عشر) خزینہ اور دفینہ کا خمس (پانچواں حصہ) یعنی اگر کسی کو غیر مملوکہ زمین میں سے کوئی خزینہ یا دفینہ مل جائے تو اس کا پانچواں حصہ فقراء و مساکین کو دے۔ (صدقۂ فطر) قربانی کی کھال اور اس کا گوشت، کفارۂ نماز کفارۂ صوم۔ کفارۂ ظہار۔ کفارۂ قتل خطا۔ نذر اور منت (فتلك عشرة كاملة)

شریعت نے ان دس مدّات کی رقم کو فقراء اور مساکین پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اور ہر مد کی رقم اور اس کی مقدار متعین کردی ہے جس سے مقصود صرف فقراء اور غرباء کی اعانت اور ہمدردی ہے یہ رقوم سوائے غرباء کے کسی اور مد میں خرچ نہیں کی جاسکتی حتیٰ کہ مسجد اور کسی میت کے تجہیز و تکفین میں بھی خرچ نہیں کی جاسکتیں یہ تمام رقوم غرباء اور فقراء کے لئے مخصوص ہیں۔ یہ دولت کے آئینی اور قانونی حقوق ہوئے اور یہ تمام حقوق ذاتی ملکیت پر مبنی ہیں اگر ذاتی ملکیت کی نفی کردی جائے تو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر وغیرہ وغیرہ کے تمام احکام ختم ہوجائیں گے۔ لہذا ذاتی ملکیت کا انکار درحقیقت زکوٰۃ کا انکار ہے جس کے انکار کو صدیق اکبر اور تمام صحابہ نے ارتداد قرار دیکر منکرین زکوٰۃ سے جہاد و قتال کیا تھا۔ اسی طرح سمجھ لو کہ ذاتی ملکیت کے منکرین درحقیقت زکوٰۃ کے منکر ہیں ان کا حکم بھی وہی ہے جو گذشتہ منکرین زکوٰۃ

کا تھا۔ اور علیٰ ہذا احکام میراث بھی ذاتی ملکیت پر مبنی ہیں اشتراکیت سے اُن کی بھی نفی ہو جاتی ہے اور احکام میراث کا اِنکار بھی کفر اور ارتداد ہے۔

دولت کے اخلاقی حقوق

اخلاقی حقوق سے وہ حقوق مراد ہیں جن کا شریعت نے ایجابی طور پر کوئی حکم نہیں دیا بلکہ تمہارے کریمانہ اخلاق اور مروّت کے سپرد کر دیا۔

۱۔ مثلاً پڑوسیوں کے حقوق اور اُن کی ہمدردی اور خبرگیری کی ترغیب سے آیات و احادیث بھری پڑی ہیں۔

۲۔ اور مثلاً فی سبیل اللہ لوگوں کو بلا سُود کے قرض دینا مثل قولہ تعالیٰ وَأَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

۳۔ اور مثلاً تعمیر مساجد اور تعمیر مدارس اور تعمیر خانقاہ میں بقدرِ وسعت و ہمت حصہ لینا اور مسافرخانے بنوانا۔

۴۔ اور مثلاً جہاد میں مجاہدین اور اسلامی حکومت کی مالی مدد کرنا۔

۵۔ اور مثلاً فی سبیل اللہ زمین اور جائداد اور مکان کو وقف کرنا یہ تمام مال و دولت کے اخلاقی حقوق ہیں جن کی شریعت نے کوئی مقدار معین نہیں کی بلا تعین مقدار تم کو اس کی ترغیب دی ہے اور اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر ان تمام مصارف

ہیں شرط یہ لگائی کہ ان تمام خیرات وصدقات سے رضائے خداوندی اور آخرت کا اجروثواب مقصود ہو نام آوری اور احسان جتلانا مقصود نہ ہو۔ غرض یہ کہ شریعت نے ذاتی ملکیت کو قائم اور برقرار رکھا مگر آئینی اور اخلاقی حیثیت سے اس کا رُخ غرباء کی اعانت اور ہمدردی کی طرف پھیر دیا۔ اس دولت پر نام تو بیشک ایک شخص کا ہے مگر کام کم از کم دس کے آرہی ہے اس دولت مند کے اعزاء اور اقارب اور احباب وہمسایہ اور عام لوگ اس سے مستفید اور منتفع ہو رہے ہیں اور اگر اس دولت مند نے اپنی دولت کا کچھ حصّہ مسجد اور غرباء وفقراء کے لئے وقف کر دیا تو بیشمار مسلمان اس کی دولت میں حصّہ دار بن گئے۔

تقسیم میراث

یہ تو زندگی میں تھا اور مرنے کے بعد اس کا ترکہ اس کے اعزاء و اقارب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جن میں سے بہت سے غرباء بھی ہوتے ہیں۔

غرض یہ کہ اس عظیم سرمایہ کا مالک شخص واحد تھا لیکن شریعت نے اس کا ایسا انتظام کیا کہ جب تک وہ زندہ رہا تو قسم قسم کے غرباء اور فقراء کی اعانت اور دستگیری میں اس کا مال خرچ ہوتا رہا اور جب مرگیا تو اس کے اعزاء واقارب کی اعانت کا ذریعہ بن گیا۔ اور پھر

میراث میں شریعت نے یہ حکم دیا کہ مالک اگر چاہے تو تہائی مال میں سے غربار اور فقرار اور مسجد وغیرہ کے لیئے وصیت کر جائے اس کے بعد دو تہائی وارثوں کو مل جائے۔ اس طرح ترکہ میں بھی غربار پروری کی ایک اور شکل نکل آئی۔

غربار کو شریعت کا حکم

شریعت غربار کو یہ حکم دیتی ہے کہ تم اپنی جد وجہد اور محنت سے حلال روزی کماؤ اور خدا تعالیٰ نے تم کو جو کچھ دیا اس پر قناعت کرو کسی دولت مند کے مال و دولت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھو یہ ایک قسم کا حسد اور رشک ہے اور درپردہ خدا تعالےٰ پر اعتراض ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو تو دولتمند بنا دیا اور مجھکو فقیر بنایا۔

ہاں بیشک اللہ تعالیٰ کسی کو امیر اور کسی کو فقیر، کسی کو گلفام اور کسی کو سیاہ فام بناتا ہے یہ اس کی حکمتیں ہیں اس پر کسی کا قرض اور حق نہیں اور نہ بارگاہ خداوندی میں کوئی مطالبہ چلتا ہے۔

غرض یہ کہ شریعت امرار کو جود و کرم اور سخاوت کا حکم دیتی ہے اور غربار کو کسب معاش اور قناعت کا حکم دیتی ہے اور اسی سخاوت اور قناعت میں معاشی مشکلات کا ایسا حل ہے کہ اس سے بہتر حل ممکن نہیں۔ اگر امرار سخاوت کو ملحوظ رکھیں اور غربار قناعت کو ملحوظ رکھیں تو پھر دنیا میں کسی بدامنی اور پریشانی کو کوئی خطرہ

نہیں۔ اور امیروں و غریبوں میں طبقاتی جنگ کا کوئی امکان بھی باقی نہیں رہتا۔ امراء جب غرباء کے غم خوار و غمگسار بنیں گے تو لامحالہ غرباء امراء کے شکر گذار اور جاں نثار بنیں گے اور ایسی حالت میں کمیونزم کے غنڈوں کا کوئی دھندہ نہیں چل سکے گا۔

دنیا میں جو آج کل طبقاتی جنگ کا میدان گرم ہے اس کی علّت وہ ذاتی اور انفرادی ملکیت نہیں جس کی شریعت نے اجازت دی ہے بلکہ اس کی علت اہل دولت کی بے رحمی اور ستم رانی اور ذرائع معاش پر قبضہ کی ہمہ گیری ہے جس سے لوگ تنگ آ گئے۔ عقل یہ کہتی ہے کہ اگر مکھی ناک کو چمٹ جائے تو مکھی کی وجہ سے ناک کو نہیں کاٹا جا سکتا۔

خوب سمجھ لو کہ مال و دولت فی حد ذاتہ کوئی بری شے نہیں دینی اور دنیاوی ترقیوں کا ذریعہ ہے اور ذاتی ملکیت میں بھی فی حد ذاتہ کوئی برائی نہیں البتہ اس کے غلط استعمال سے خرابی پیدا ہوتی ہے لہذا شریعت نے حقوق عائد کر کے اصلاح کر دی۔ اصل کو باقی رکھا اور عوارض کی اصلاح کر دی۔

مرغ تنجن اور حلوائے گذر اور حلوائے بیضۂ مرغ میں کوئی خرابی نہیں البتہ اگر اس کا استعمال حد اعتدال سے تجاوز کر جائے تو بیشک بدہضمی کا سبب ہو سکتا ہے۔ اگر چند پیٹو کھاؤ زائد حلوا کھا کر ہیضہ میں مبتلا ہو جائیں تو حلوے کو برا نہیں

کہا جا سکتا اور نہ حلوے کے استعمال کو ممنوع قرار دیا جا سکتا ہے
قومی ملکیت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک کی تمام دولت ایک خاص
پارٹی کے اقتدار اور اختیار میں چلی جاتی ہے اور یہ حکمراں طبقہ
ملک کی تمام دولت پر قابض اور متصرف ہو جاتا ہے اور قبضہ
و تصرف یہی ملکیت کی حقیقت ہے۔ لہٰذا قومی ملکیت بھی
ایک قسم کی انفرادی ملکیت ہے فرد حقیقی کی ملکیت تو نہیں
لیکن فرد حکمی کی ملکیت ہے اس لئے کہ فلسفہ کا قاعدہ ہے کہ ایک
خاص جماعت (پارٹی) شخص واحد کے حکم میں ہے اور ائمۂ نحو
کے نزدیک جماعت واحد مؤنث کے حکم میں ہے۔ اس لحاظ
سے ایک خاص جماعت (پارٹی) کی حکومت درحقیقت واحد
مؤنث کے حکم میں ہے اور واحد مؤنث سے واحد مذکر بہتر ہے
اور یہ برسر اقتدار پارٹی جب ملک کی دولت قومی ملکیت کے
نام سے اپنے قبضہ میں لے لیتی ہے تو ملک کو طرح طرح کے جبر و
استبداد کے شکنجے میں ایسی کستی ہے کہ ان کے جبر و استبداد اور
ظلم و ستم کے سامنے فرعون اور نمرود کا جبر و ستم بھی رحم و کرم نظر آنے
لگتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ مال و دولت کے اعتبار سے تمام عالم میں
مساوات کا ہو جانا عقلاً محال ہے جس طرح حسن و جمال میں
اور فضل و کمال میں مساوات کا تصور ایک مجنونانہ خیال ہے اسی

طرح مال و منال اور جاہ و جلال میں مساوات کا تصور بھی مجنونانہ خیال ہے لامحالہ ملک میں کوئی امیر ہوگا اور کوئی فقیر ہوگا۔ امیروں کے لئے شریعت نے قانون سخاوت بنایا اور غریبوں کے لئے قانون قناعت بنایا تاکہ ملک طبقاتی جنگ سے مامون اور محفوظ ہو جائے ملک کی سلامتی کے لئے اس سے بہتر کوئی قانون نہیں ہو سکتا۔

اشتراکیت کے نتائج

اشتراکیت (کمیونزم) کے وجود سے جو نتائج دنیا میں رونما ہوئے ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ جس سرزمین پر اشتراکیت نے قدم رکھا وہاں سے خدا کے نام کا اور دین اسلام کا خاتمہ ہو گیا جیسے بخارا اور سمرقند و تاشقند وغیرہ وغیرہ جو آج سے پچاس سال پہلے مسلمانوں کے علاقے تھے جب سے وہاں اشتراکی حکومت آئی دین اسلام رخصت ہو گیا۔

۲۔ بداخلاقیوں اور بداعمالیوں کا دور دورہ ہو گیا اور جن اخلاق کا تمام انبیاء کرام اور پھر حکمائے عالم حکم دیتے آئے وہ اشتراکی زمین سے رخصت ہو گئے۔

۳۔ شراب خواری اور حرامکاری عام ہو گئی اور مردوں و عورتوں کو کھلے بندوں باہمی میل جول کی اجازت ہو گئی اور جنسی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں رہی۔ ملک میں زناکاری

اور بدکاری اس درجہ عام ہوگئی کہ یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کس کا بیٹا ہے۔ غرض یہ کہ اس جنسی آزادی نے حسب ونسب کا تمام نظام درہم وبرہم کرکے رکھدیا۔ عنقریب ایک وقت آئے گا کہ اشتراکی ممالک میں مغربی ممالک سے بڑھکر حرامزادوں کی کثرت ہو جائے گی اور زنا اس درجہ عام ہو جائے گا کہ ملک سے نکاح کی رسم رخصت ہو جائے گی۔

اے اللہ! یہ وقت ہم کو نہ دکھلانا اور اس وقت کے آنے سے پہلے ہی ہم کو اُٹھا لینا۔ آمین۔

۴۔ ملک سے جب انفرادی اور شخصی ملکیت کا خاتمہ ہوا اور تمام وسائلِ آمدنی قومی ملکیت میں آگئے اور تمام ملک کی دولت اور سرمایہ برسر اقتدار پارٹی کے قبضہ اور اختیار میں آگیا تو اس برسرِ اقتدار جماعت نے پورے ملک کو ایسے شکنجہ میں کس دیا کہ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ رہی۔ ملک کی تمام دولت اور تمام وسائلِ رزق اس خاص برسر اقتدار جماعت کے ہاتھ میں ہے جس کو جتنا چاہے دے اور جتنا چاہے نہ دے۔

۵۔ اور چونکہ وسائل نشرِ واشاعت، اخبار اور پریس سب اسی جماعت کے قبضہ میں ہے بغیر اجازت کے کوئی چیز شائع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کسی مزدور اور کسی مجبور ومقہور کو یہ قدرت نہیں کہ وہ اپنی مجبوری اور مظلومی کو اخبار میں شائع کرسکے اور یہ

برسراقتدار جماعت فرشتوں کی جماعت نہیں یہ بھی حرص اور طمع کا شکار رہے۔ جب پورے ملک کی دولت اس جماعت کے قبضہ اور تصرف میں آجاتی ہے تو اس جماعت کے افراد بھی طرح طرح کے حیلوں سے قومی خزانے کا روپیہ اپنے لیئے غیر ملکی بنکوں میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ انفرادی ملکیت کے دشمنوں کا یہ حال ہے،

اشتراکیت پانچ چیزوں کی خاص طور پر دشمن ہے۔

(۱) خدا۔ (۲) مذہب۔ (۳) علمائے دین۔ (۴) طبقۂ زمینداران۔ (۵) اور طبقۂ صنعت کاران۔

اشتراکیت یہ چاہتی ہے کہ ملک میں ان پانچ چیزوں کا نام و نشان نہ رہے خاص کر علمائے دین کی سخت ترین دشمن ہے اور دشمنی کی دو وجہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ گروہ خدا کا اور مذہب کا نام کیوں لیتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ انفرادی اور شخصی ملکیت کو صحیح تسلیم کرتا ہے اور زمینداروں اور سرمایہ داروں کی حمایت کرتا ہے۔

اسی طرح نام نہاد مسلمان کمیونزم اور سوشلزم کا نعرہ لگاتے ہیں وہ بھی باوجود دعوائے اسلام کے علمائے اسلام کے دشمن ہیں اور چاہتے ہیں کہ علمائے دین کا گروہ دنیا سے ختم ہو جائے اور اگر کچھ باقی رہے تو ذلیل و خوار ہو کر رہے۔ علمائے دین کے متعلق اکثر اسلامی ممالک کے ارکان دولت کا یہی نظریہ ہے۔

علماء کا جرم یہ ہے کہ یہ اسلام کا، خدا کا، رسول کا اور آخرت کا نام کیوں لیتے ہیں اور سود اور شراب اور رقص و سرود کو کیوں حرام بتلاتے ہیں یہ باتیں ہماری ترقی کی راہ میں مزاحم ہیں۔

علماء دین بصد ادب یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ سب باتیں ترقی کی نہیں بلکہ تنزل اور تباہی و بربادی کی باتیں ہیں۔ روحانی ترقی کا دارومدار اخلاقِ فاضلہ اور اعمالِ صالحہ پر ہے۔ اور مادی ترقی کا دارومدار زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت پر ہے۔

اسلام تم کو دونوں قسم کی ترقی کا حکم دیتا ہے قرآن اور حدیث زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت کی ترغیب اور اس کے احکام سے بھرا پڑا ہے اور فوجی طاقت اور اسلحہ سازی کا حکم تاکیدی قرآن کریم میں موجود ہے واعدوا لهم ما استطعتم من قوة جس کو اس ناچیز نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب "دستورِ اسلام" میں لکھ دیا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے غزوات سے تاریخِ عالم بھری پڑی ہے کہ دس سالہ عہدِ رسالت اور بیس سالہ عہدِ خلافت میں جو اسلام کو ترقی ہوئی وہ آج امریکہ اور روس کے بھی خواب میں نہیں۔

بیشک عہدِ رسالت اور عہدِ خلافت میں اس قسم کے آلات موجود نہ تھے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ عہدِ خلافت میں زمین کا کتنا رقبہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں تھا حجاز اور نجد، یمن اور بحرین، شام

اور عراق، مصر اور افریقہ، آرمینیا اور آذربائیجان، افغانستان اور
جزائر بحر روم وغیرہ وغیرہ یہ تمام علاقے مسلمانوں کے زیرنگیں آئے۔
اور حکومت کا دارومدار رقبہ پر ہے نہ کہ آبادی پر۔ اس رقبہ پر ایک
نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ درویشانِ اسلام (یعنی صحابۂ کرام) نے بیس
سال کے عرصہ میں کتنا علاقہ فتح کر ڈالا۔ اگر اس کی میزان لگائی جائے
تو روس اور امریکہ کے رقبۂ مملکت سے اس کی میزان زیادہ نکلے گی
ترقی یہ ہے کہ اسلام کی برکت سے بے سروسامان اونٹ چرانے والے
قیصر و کسریٰ کے تخت کے مالک بن گئے اور باوجود اقلیت کے
اکثریت پر حکمراں ہو گئے۔ اور ایران میں جو مجوسیت کا گڑھ تھا
اور شام میں جو نصرانیت کا گڑھ تھا وہاں اسلام کا قانون جاری
کر دیا اور پورے مشرقِ وسطیٰ کو عدل و انصاف سے بھر دیا۔ ہر جگہ
اسلام کی حکومت قائم کر دی اور کفر کو اسلام کا محکوم اور باجگذار بنایا
لوگوں کی ذاتی املاک کو برقرار رکھا اور اتنا معمولی ٹیکس اس پر لگایا
کہ عیسائی اور مجوسی اس لطف و کرم کو دیکھ کر عش عش کرنے لگے اور
یہ کہنے لگے کہ ایسی راحت اور سہولت اور ایسی معدلت و مرحمت
تو ہم نے کبھی عیسائی اور ایرانی حکومت میں بھی نہیں دیکھی جو آج
ہم کو اسلامی حکومت میں حاصل ہو رہی ہے۔

اے مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ صحابہ نے ملک گیری و حکمرانی
اور عدل عمرانی کے طریقے کہاں سے سیکھے تھے معاذ اللہ کیا امریکہ

اور برطانیہ سے کوئی فوجی تربیت حاصل کر کے آئے تھے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ یہ سب کچھ مسجد نبوی کے چھپر اور صحن میں کملی والے نبی سے حاصل کیا تھا صلے اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم۔

ان درویشان اسلام نے تو بیس سال کی مدت میں قیصر وکسریٰ کا تختہ الٹ دیا اور قیصر وکسریٰ کے صدہا سال کے خزانوں کو لاکر مسجد نبوی کے صحن میں ڈال دیا اور مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور اس زمانہ کے ارباب اقتدار سے بیس سال کے عرصہ میں نہ مسجد اقصیٰ اور نہ فلسطین واپس لیا جاسکا۔ ا

کس منہ سے اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اسلام کا معاشی نظام مشکلات کے حل کے لئے کافی نہیں وغیرہ وغیرہ کیا کیا کہتے ہیں۔ کبھی ماسکو کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی لندن اور واشنگٹن کی طرف۔ اسلام میں کس چیز کی کمی ہے دشمنوں کے دروازے کیوں جھانک رہے ہو۔

اسلام کا نظامِ معیشت اور نظامِ ملکیّت

اب ہم نہایت اختصار کے ساتھ اسلام کا نظامِ معیشت اور نظامِ ملکیّت ذکر کرتے ہیں اور یہ بتلاتے ہیں کہ اسلام کا معاشی نظام کن اصولوں پر مبنی ہے تاکہ اہلِ عقل اندازہ لگائیں کہ اسلام کا نظامِ معیشت کیسا حکیمانہ نظام ہے کہ کوئی نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۱) - اللہ تعالیٰ ہمارا خالق اور رازق ہے اسی نے پیدائش انسانی سے ہزار ہا سال قبل آسمان اور زمین کو پیدا کیا جو رزق انسانی کا منبع اور سرچشمہ ہے تمام غلہ جات اور تمام فواکہ اور ثمرات اور تمام لذائذ وطیبات زمین سے پیدا ہوتے ہیں اور آسمان سے ان پر بارش ہوتی ہے اور چاند اور سورج کی روشنی سے پھل اور کھیتیاں پکتی ہیں۔

(۲) - حق تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اپنی قدرت و حکمت سے افراد انسانی کی صورتوں اور سیرتوں میں اور صفتوں، کیفیتوں، طبیعتوں اور ذہنی صلاحیتوں میں، قابلیتوں، جسمانی توانائیوں اور طاقتوں میں اتنا عظیم اختلاف اور تفاوت رکھا جو حصر اور شمار سے باہر ہے۔

(۳) - حق تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور زمین کی خلافت اور حکمرانی اس کو عطا کی اور حیوانات کو اس کے لئے مسخر کیا مگر ضرورتوں اور حاجتوں میں اس کو جکڑ بند کیا کہ کوئی مخلوق انسان کے برابر محتاج نہیں بنائی اور کھانے پینے اور لباس و مکان کا اس کو محتاج بنایا۔ حیوان کو سردی اور گرمی کے کسی لباس کی حاجت نہیں رہائش کے لئے اسے کسی مکان کی ضرورت نہیں۔ حیوان کو نہ زراعت کی ضرورت ہے اور نہ صنعت و حرفت کی اور نہ کسی تجارت کی۔ وہ بالکل آزاد ہے اور انسان ان تمام ضرورتوں میں گھرا ہوا ہے تاکہ انسان ان حاجتوں کو دیکھ کر سمجھ جائے کہ میں خود مختار نہیں بلکہ کسی کا بندہ ہوں۔ ہر حاجت میری بندگی کا ایک نیا تماشہ ہے، کوئی

پوشیدہ ہستی ہے جس نے مجھ کو ناچ نچار کھا ہے - اسلام کہتا ہے کہ وہی پوشیدہ ہستی تیرا خدا ہے ؎

سراپا عاجزی ہونے نے بندہ کر دیا ہم کو
وگرنہ ہم خدا ہوتے جو دل بے آرزو ہوتا

(۴) - اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کسبِ معاش اور تحصیل رزق کا حکم دیا تاکہ اپنی حاجتیں اور ضروریاتِ زندگی کو پورا کر سکے اور حکم دیا کہ تحصیل رزق کے لئے محنت اور مشقت اُٹھاؤ اور جائز طریقہ سے روزی حاصل کرو اور تم کو اجازت ہے کہ کسبِ معاش کا جو طریقہ تم مناسب سمجھو اس کو اختیار کرو اور یہ اجازت کسی کے لئے مخصوص نہیں ہر شخص کو اجازت ہے کہ اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق اپنی خداداد صلاحیت اور محنت سے جتنی چاہے دولت حاصل کر لے - ترقی کا میدان تمہارے سامنے ہے جتنی چاہے دوڑ لگا لو -

(۵) ـــ اور اسلام یہ کہتا ہے کہ اپنی طبعی اور فطری صلاحیت سے تم جو کماؤ گے وہ تمہاری ملک ہوگی اور تم اس کے مالک ہوگے اور تم کو اس میں اپنے اختیار سے تصرف کا حق حاصل ہوگا -

(۶) **ملکیت کی تعریف** :- اور ملکیت اس حق کا نام ہے کہ جس کے ذریعے انسان کسی شئے میں اپنے حسبِ منشا بلا اجازتِ غیر جس قسم کا چاہے تصرف

کر سکے خواہ خود استعمال کرے یا دوسرے کو بیع اور ہبہ کرے یعنی اس حق تصرف کو دوسرے کی طرف منتقل کر سکے اور اس کا یہ اختیار ایسا مستقل ہو کہ دوسرے کو اس میں مداخلت کا حق حاصل نہ ہو۔ نیز اس کا یہ اختیار کسی مدت معینہ کے لئے نہ ہو جیسے کرایہ کا مکان اور کرایہ کی دکان کہ اس کا استعمال دوسرے کی اجازت پر موقوف ہے اور ایک مدت معینہ کے لئے ہے اور کرایہ دار کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کرایہ کے مکان کو کسی کے ہاتھ بیع کر سکے یا کسی کو ہبہ کر سکے۔ یا کرایہ دار کے مرنے کے بعد کرایہ کا وہ مکان کرایہ دار کے وارثوں کی طرف منتقل ہو سکے۔

(۷)۔ تمام عقلاء کے نزدیک ملکیت نشان عزت ہے اور ملکیت سے محرومی ذلت کی علامت ہے اور تمام عقلاء کے نزدیک ملکیت انسان کا فطری اور طبعی حق ہے۔ اور اشتراکیت جبراً وقہراً اس فطری اور طبعی حق کے چھین لینے پر تلی ہوئی ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ یہ صریح ظلم و ستم ہے تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام حقوق میں سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم حق۔ حق ملکیت ہے۔ اشتراکیت ملک کے تمام افراد کو اس مستحکم حق سے یک لخت محروم کرنا چاہتی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ یہ ظالموں کی زبردستی اور چیرہ دستی ہے۔

(۸)۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ تم کسب معاش اور تحصیل رزق میں

اپنی جد وجہد کو خرچ کر ڈالو مگر یقین رکھو کہ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ دس آدمی ایک ہی قسم کی جد وجہد اور ایک ہی قسم کی تدبیر کرتے ہیں مگر کوئی زیادہ کامیاب ہوتا ہے اور کوئی کم اور کوئی بالکل ناکام واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق باوجود یکساں جد وجہد کے کسی کا دولتمند ہوجانا اور کسی کا خسارہ اور نقصان کے گڑھے میں جا گرنا یہ سب اس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

(۹)۔ اس کے بعد جو حصول دولت میں کامیاب ہوگیا اسلام اس کو سخاوت کا حکم دیتا ہے اور جو ناکام ہوا اس کو قناعت کا حکم دیتا ہے اور یہی دو اصول ایسے ہیں کہ جن سے امیروں اور غریبوں میں باہمی تعلق اور دلی ربط قائم ہوتا ہے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ تمام افراد انسانی یکساں امیر بن جائیں اور یہ بھی ناممکن ہے کہ سب یکساں فقیر اور غریب ہوجائیں۔ اگر سب کے سب امیر ہوجائیں یا سب کے سب فقیر ہوجائیں تو کارخانۂ عالم معطل ہوجائے۔ لامحالہ بعض امیر ہوں گے اور بعض فقیر ہوں گے کما قال تعالیٰ اھم یقسمون رحمۃ ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیٰوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات لیتخذ بعضھم بعضا سخریا۔

اس لئے اسلام نے امیروں کے لئے قانون سخاوت بنایا اور

اُن کے مال و دولت میں غریبوں کے حقوق قائم فرمائے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور غریبوں کے لئے قانون قناعت بنایا کہ صبر اور قناعت سے کام لیں۔ دنیا کے باہمی امن وسکون اور باہمی اتحاد کے لئے اس سے بہتر کوئی قانون نہیں ہو سکتا کہ امیر سخاوت کریں اور غریب قناعت کریں۔

(۱۰) دولتمندوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ تم اللہ کی نعمت کا شکر کرو اور اپنے خویش و اقارب کی مدد کرو اور غریبوں کی مدد کرو اور حاجتمندوں کو بلا سود کے قرض دو کیونکہ یہ بنک اور سودی قرضے ہی دنیا کی تباہی اور بربادی کا ذریعہ ہیں۔

اے میرے عزیزو! سود کیا ہے؟ ضرورتمندوں کی ضرورتوں اور حاجتوں کی تجارت ہے جس کو شریعت نے قطعی طور پر حرام کیا ہے اور شریعت تم کو یہ حکم دیتی ہے کہ جس غریب کی اعانت اور امداد کرو وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے کرو اور اس میں نام و نمود کا شائبہ نہ ہو۔ اور شریعت تم کو یہ حکم دیتی ہے کہ اس دنیاوی دولت کو آخرت کی تجارت کا ذریعہ بناؤ۔

تحصیل معاش کی فضیلت اور ترغیب سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ قال تعالیٰ وجعلنا النهار معاشا۔ قال تعالیٰ وجعلنا لكم فيها معايش قليلا ما تشكرون۔

اس آیت میں معیشت کو نعمت قرار دیا اور اس پر ناشکری کی

شکایت کی اور فرمایا لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم۔ اور فرمایا وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ اور فرمایا فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ بقدر ضرورت اور بمقدار کفایت۔ کسب حلال اور تحصیل معیشت باتفاق صحابہ و تابعین فرض ہے اور زائد حاجت کے لئے سعی فی حد ذاتہ جائز ہے۔ اس بارہ میں آدمی تین قسم کے ہیں۔

ایک تو وہ گروہ ہے جو معاش میں ایسا مشغول ہے کہ معاد سے غافل ہے یہ فرقہ تو تباہ کاروں اور ہلاک شدوں کا ہے۔

دوسرا گروہ وہ ہے کہ جو فکر معاد میں شغل معاش سے ایسا لاپرواہ ہے کہ اس کے نزدیک مال کا وجود اور عدم برابر ہے۔ یہ گروہ اس وقت دنیا میں کہیں موجود نہیں۔ اس گروہ کے احوال اگر دیکھنے ہوں تو کتب اولیاء و عارفین میں دیکھیں۔

تیسرا گروہ وہ ہے کہ جو طلب معاش میں مشغول ہے مگر معاد بھی اس کی نظروں کے سامنے ہے حتی الوسع طلب معاش میں آداب شرعیہ کا پابند ہے اور اس فکر میں ہے کہ دنیا کو وسیلۂ آخرت بنائے۔

رباعی

بہتر وہ معاش ہی جو ہو زاد معاد   بدتر ہے وہ کسب جس سے ہو دین برباد
ہر پیشہ میں فکر نفع عقبیٰ پر کر   ہے مزرعۃ الآخرۃ دنیا رکھ یاد
ایسا مال و دولت جو وسیلۂ آخرت بنے وہ بلا شبہ نعمت ہے

اگر مال نہ ہو تو اپنا اور اہل و عیال کا خرچ کیسے چلائے جس قدر مال زیادہ ہوگا اسی قدر جود و کرم زیادہ کر سکے گا اور اسی قدر اپنے دین کو اہلِ دنیا سے محفوظ کر سکے گا جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ عثمان غنیؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ وغیرہم نے اپنی خداداد دولت سے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کی۔ پاکستان میں ۶۵ء کی جنگ میں دولتمند طبقہ نے اسلامی حکومت کی لاکھوں اور کروڑوں روپیہ سے مدد کی اور قرآن و حدیث اور دولتمندوں کی مدح سے بھرا پڑا ہے جنھوں نے اپنے مال و دولت سے دین کی مدد کی۔

مگر آج کل سوشلزم کا نعرہ لگانے والا گروہ اس دولتمند طبقہ کا جانی دشمن بنا ہوا ہے اور غریبوں اور مزدوروں کو اُکسا رہا ہے کہ دولتمندوں کو لوٹ لو۔ بظاہر اس گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ملک کے اصل مالک یہی مزدور ہیں اور زمینداروں و صنعت کاروں کا سلطنت میں کوئی حق اور حصہ نہیں اور خدا کا نام لینے والوں کو تو زندہ رہنے کا بھی حق نہیں۔ یہ ستمگروں کا ایک گروہ ہے جو لوگوں کو لوٹ مار پر اُکساتا ہے۔

یہی ادھم مچانے والے کارخانہ داروں کے پاس بصد عجز و نیاز درخواست لے کر گئے تھے کہ ہم کو اپنے کارخانہ میں مزدوری پر رکھ لیا جائے۔ کارخانہ دار نے ان کو ملازم رکھ لیا اب چند روز کے بعد اسی کارخانہ دار کو لوٹنا چاہتے ہیں جس نے ملازم

رکھا تھا ۔ حیوان بھی آقا کو دیکھکر گردن جھکا دیتا ہے مگر یہ اشتراکی اپنے قدیم مربی اور محسن کی گردن جھکانے پر تلا ہوا ہے ۔ چند روز مزدوری کے بعد مزدور کا یہ مطالبہ کہ مجھ کو کارخانہ میں شریک اور حصہ دار بناؤ شریعت کی نظر میں قطعاً حرام ہے اور عقلی حیثیت سے بیحیائی اور ڈھٹائی ہے ۔ اسلام دولتمندوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو جو مال و دولت دیا ہے حتی الوسع جود و کرم سے دریغ نہ کرو اور اُس خداداد دولت کو ذریعۂ آخرت بناؤ یہ دنیا چند روزہ اور فانی ہے آخرت کے بنک میں جو جمع کرا سکتے ہو وہ کرا دو وہاں دس گونہ سے لیکر سات سو گونہ تک اجر مل جائیگا ۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سود کو حرام کیا اور آخرت کے بنک سے تم کو وہم و گمان سے بڑھکر سود ملے گا یمحق اللہ الربوا و یربی الصدقات ۔ اور اسلام غریبوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ طیب خاطر اور خوشدلی سے جو تم کو مل جائے اس پر قناعت کرو اور جبراً و قہراً کسی سے ایک حبہ بھی نہ لو وہ تمہارے لئے حلال نہیں اور نہ اس میں تمہارے لئے کوئی خیر و برکت ہے ۔

اسلام تو ایسے اخلاق فاضلہ کی تعلیم و تلقین کرتا ہے جو آپ نے سُن لئے اور اشتراکیت ان بہیمانہ افعال کی طرف لیجا رہی ہے جو کینہ پرور درندوں کی خاصیت ہے اللہ ان سے اپنی پناہ میں رکھے ۔ اب میں اس تحریر کو حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

کی ایک دعا پر ختم کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ وَسِّعْ عَلَیَّ	اے اللہ! تو ہم پر دنیا کو فراخ فرما
الدُّنیا وَزَھِّدْنِی	اور دل سے ہم کو دنیا سے نفور اور
فِیْھَا وَلَا تُقَتِّرْھَا	بیزار بنا دے اور دنیا کو تو ہم پر
عَلَیَّ فَاَرْغَبَ	تنگ نہ فرما کہ ہم اس میں راغب
فِیْھَا اَللّٰھُمَّ	اور اس کے حریص بن جائیں۔ اے
اجْعَلْنِی الْیَوْمَ	اللہ آج مجھ کو ایسے عمل میں مشغول
مَشْغُوْلًا بِمَا اَکُوْنُ	رکھ کہ جس سے کل کو یعنی قیامت
غَدًا عَنْہُ مَسْئُوْلًا	کو مجھ سے سوال ہوگا۔ آمین
آمین یارب العٰلمین	یارب العالمین۔

اشتراکیت

قیام قیامت کی آخری علامت ہے

حدیث میں آیا ہے کہ جب تک زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا باقی رہے گا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی اور جب زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا نہ رہے گا تب قیامت قائم

ہوگی اور صور پھونکا جائے گا اور بساطِ عالم کو لپیٹ دیا جائے گا۔
اور یہ امر سب کو معلوم ہے کہ اشتراکیت (کمیونزم) کا پہلا کلمہ انکارِ خدا ہے۔ پس جس دن یہ اشتراکیت حدِ کمال کو پہونچ جائیگی اور کوئی مسلمان بندہ روئے زمین پر باقی نہ رہے گا اور زمین کمیونسٹوں سے بھر جائیگی تب صور پھونکا جائے گا اور زمین و آسمان اور جہان کے بسنے والوں کے پرخچے اڑا دیئے جائیں گے اور سب کو فنا کے گھاٹ اُتار دیا جائے گا۔
اللہ کا نام عالم کی روح ہے جب تک وہ باقی ہے تو عالم بھی باقی ہے اور جب اللہ کا نام اس عالم سے اُٹھ جائیگا تو سمجھ لو کہ اس عالم کی روح نکل گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اسلام اور مسلمان باقی ہے اس وقت تک یہ عالم زندہ ہے اور جس دن اسلام کی جگہ کمیونزم اور سوشلزم آیا اسی دن اس عالم کی موت ہے۔ اے مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ کمیونزم اور سوشلزم کا نعرہ عالم کے لئے پیامِ موت ہے۔

فاطر السموات والارض وانت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین امین یارب العلمین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ الہٖ واصحابہ اجمعین وعلینا معھم یاارحم الراحمین۔ ۲۴ رذی الحرام ۱۳۸۸ھ